مغربی فلسفوں کا تنقیدی جائزہ

سید جہانزیب عابدی

بسم الله الرحمن الرحیم

فہرست

مقدمہ:

مغرب میں فلسفہ تعلیم وتربیت افراط و تفریط کا شکار ہے یا پھر انسانی ہویت سے بے گانہ ہے۔ اسلامی افکار کے تناظر میں مغرب کا افراطی فکر یا تو existentialismپر مبنی ہے یا پھر humanism پر ۔تفریطی فکر جیسے کہ psychoanalysisیا behaviourism یا Empiricism یا rationalismپر مبنی ہے۔ اسی کے ساتھ جیسے کہ august kant دینی انسان یا انسانیت کا دین کے عنوان سے تعریف کرتا ہے، jean paul sarte انسانی وجود کو اصل سمجھتا ہے اسی طرح john devi بھی humanist اپروچ کا حامل نظر آتا ہے۔ freud کا انسانی تربیت کے حوالے جنسیاتی پہلو پر زور ہے جبکہ scanez انسان کو robotic اور میئنکیکل وجود سے تعریف کرتا ہے اور اسی طرح becan, john lock, netzche, decarte اور kant سب انسان کی صرف ایک پہلو سے تشریح کرتے ہیں جس کو ہم تفریطی پہلو کہتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم مغرب کے دینی تجربے کی روشنی میں تعلیم و تربیت کی بات کرتے ہیں تو یہودیت، عیسائیت اور existentialists توحید کی بات کرتے نظر آتے ہیں البتہ ان مکاتیب میں توحید اس خالص شکل میں نہیں جو اسلام کا نقطہ نظر ہے۔

تعلیم و تربیت کا معیار:

انسان کو کمال پر پہنچانا تمام مکاتیب فکر کا اصل مدعا ہے البتہ اس مورد میں کمال کی تعریف میں فرق ہے اور اسی وجہ سے طریقہ کار اور روشوں میں بھی فرق ہے۔دینی مکاتیب کا دوسرے مکاتیب سے فرق یہ ہے کہ دینی مکاتیب انسانی کرامت، شرافت، حرمت اور انسانی تکریم کو ہدف قرار دیتے ہیں اور اس کیلئے دینی طرز پر مختلف رسوم کی تلقین کرتے ہیں۔ جیسے کہ اخروی فکر کے ساتھ تمام دنیاوی کاموں کو انجام دینا، عبادت کے مخصوص طریقے، معاشی امور میں خاص طرز فکر ، عائلی اور سماجی زندگی گذارنے کے خاص طرز فکر وغیرہ، جبکہ دوسرے مکاتیب ان سب کو خرافات گرادنتے ہوئے انسان کا مقصد صرف اور صرف دنیاوی لذات اور دنیاوی منافع پر توجہ دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دنیا سے لطف اندوز ہونے اور دنیاوی امور کی تنظیم و تقسیم کو ہدف قرار دیتے ہوئے اسی دنیا کو انسان کا اصول مقصد قرار دیتے ہیں۔نیز یہ کہ انسان مرنے کے بعد فنا ہوجاتا ہے اور بس اسی دنیا کی زندگی ہے جس میں انسان زندہ رہتا ہے اور فائدہ یا نقصان کا حامل ہوتا ہے۔

انہی اہداف کی تقسیم کی بنیاد پر ہر مکتب فکر کا تعلیم و تربیت کا اپنا خاص فلسفہ ہے اور اسی کی بنیاد پر ان کے الگ الگ طور طریق ہیں۔

دین اور بے دینی:

بنیادی طور پر دین انسان کی کرامت، شرافت، فضیلت کو بڑھانے کیلئے ہے۔ انسان کی فضیلت و قائم کرنے اور اس میں اضافہ کرنے کیلئے جن اصولی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کے افکار اور ذہنی ساخت (mindsets) ہوتے ہیں۔ اس ذہنی ساخت کو بنانے کیلئے ابتدائی طور پر دین کے پیشوا ان دلائل کے ذریعے انسانی علم و دانش میں اضافہ کرتے ہیں جس سے یہ Mind sets تشکیل پاتے ہیں۔ ان mindsets میں اہم ترین اصول جیسے کہ توحید، نبوت اور آخرت ہیں۔ تقریبا تمام ادیان انہی اصولوں یا ان جیسے مماثل بنیادی اصولوں پر قائم ہیں اور تجربے سے یہ بات واضح ہے کہ انسانی عقل اور دانش انہی اصولوں کو مان کر اور ان سے ہرلحہ متمسک رہ کر نہ صرف دنیاوی کمال حاصل کرتی ہے بلکہ اخروی کمال کیلئے بھی تیار ہوجاتی ہے۔ چونکہ طبیعاتی قانون کے مطابق ہر کمال پچھلے کمال سے جڑا ہوتا ہے تو لا محالہ جس کی دنیا میں نفسیاتی اور مادی زندگی اطمینان بخش ہے اس کی آخرت بھی باکمال ہوگی۔ یہ نتیجہ جس مابعد الطبیعاتی فینا مینا سے اخذ کیا گیا ہے، یہی غیب شہود کی بنیاد اور دین کی اساس ہے۔کیونکہ دنیا پرست مکاتب غیب کو نہیں مانتے اور اسی سبب ہر اس اصول کے منکر ہیں جو تجربے اور مشاہدے میں نہ آسکے۔ جبکہ دینی اعتقادات کا بیشتر حصہ امور غیب پر مشتمل ہے جس کی فکری بنیاد پر مادیات کا اپنے تکامل میں موجود جوہری رشتہ اسی غیب یا مابعد الطبیعات سے تشکیل پاتا ہے۔

خالص فکری مکاتب جو بظاہر سیاسی امور سے لاتعلق لگتے ہیں

Idealism

تعریف :

آئیڈیالسٹ حضرات مانتے ہیں کہ انسان کی معرفت اور اس کی شناخت ہمیشہ اس کے حسی تجربے (Emotional Experience) پر مبنی ہے، تمام ذہنی افکار اور فینا میناز (Mental Phenomena) ذہن سے شروع ہوتے ہیں۔ انسان کی شناخت اور اس کی فکروں کا ماحاصل اس کی ذہانت ہے لہذ اانسان کو حقیقت تک پہنچنے کیلئے ذہن کو خطا سے پاک رکھنا ضروری ہے۔

بانی:

افلاطون،Theodor Gomperz، Parmenides

تاریخ:

قبل مسیح

بنیادی اصول :

آئیڈیلزم عقل یا دماغ اور روح کو سب سے اہم سمجھتا ہے۔ اس تھیوری کا کہنا ہے کہ حقیقت کا انحصار مادی قوتوں پر نہیں بلکہ فرد کے تصورات، افکار اور اس کے ذہن پر ہے۔ آئیڈیلزم چوں کہ ذہن اور افکار اور ماوراءالطبیعی پر یقین رکھتا ہے لہذا روحانیت پر اس کا زور زیادہ ہے۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار):

اگر اس مکتب کے زیر اثر ہم اپنی تعلیمی اہداف تعین کریں گے تو وہ طلبہ کو مادہ پرست او رخود پرست یا ذہن پرست بنادیں گے اور یہ چیز معاشرے میں خود پرستی، غرور اور انانیت کے فروغ کا باعث ہوگی۔اس بات پر یقین رکھنا کہ حقیقت و واقعیت انسانی ذہن کے اندر ہے ایک جزوی حقیقت ہے، خداوند متعال نے فرد اور معاشرے کی ضرورت کے مطابق انسان کو وہ ذہن و بصیرت عطا کی ہے جس سے وہ اپنی آخرت کی تعمیر کرسکتا ہے۔ حقیقتِ مطلقہ اور حقیقت کے آخری سروں تک کوشش ایک عبث اور لایعنی فعل ہے۔ لہذا حقیقت جتنا انسان اور انسانی معاشرے کی شناخت کیلئے ضروری ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور وجود حق و حقیقت میں غیر ضروری دخل دینا ذمہ داری نہیں ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اس مکتب کے تناظر میں اسلامی فکر" غیب "پر یقین کی تلقین کرتی ہے، انسان ذہن چونکہ محدود ہے اور خداوند تعالیٰ کی ذات لامحدود وجود کی حامل ہے اس لئے پروردگار عالم نے انسان کی ہدایت کیلئے عالم غیب سے ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ اس عالم غیب سے جو خبریں انسانوں تک آتی ہیں وہ مختلف صورتوں میں ہوتی ہیں۔ مثلاً خواب، الہام، وحی وغیرہ کی صورت میں۔ ذہنی

اعمال میں غیبی اخبار کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ ذہن میں آنے والے خیالات اور افکار ایک تو الٰہی اور خدائی ہوتے ہیں نیز شیطانی بھی ہوتے ہیں۔ لہذا صرف ذہن اور عقل پر بھروسہ قابل اعتماد نہیں بلکہ اس کو counter checkکیلئے خالص وحی یعنی قرآن اور حدیث سے رابطہ کرنا ضروری ہے۔

Realism

تعریف :

رئیل ازم کو ہم اردو میں واقعیت پرستی یا اصلِ حقیقت کہتے ہیں، اس کے مقابلے پر آئیڈیئل ازم ہے اور ذہن و فکر پر یقین کے مقابلے پر رائیل ازم یہ کہتا ہے کہ جو جیسا ہے ویسا ہی حقیقت ہے اور یہ حقیقت ہم اپنے تجربے سے اخذ کرتے ہیں۔ دنیا کا انحصار ذہن و فکر پر نہیں ہے بلکہ خارجی واقعات پر ہے جو ہمارے تجربے میں آچکے ہوں۔ مادی اور طبیعی دنیا میں جو کچھ ہے وہ ہمارے ذہن اور افکار سے جدا ایک مستقل حقیقت ہے اور یہی واقعیت ہے۔

بانی :

ارسطو کو رئیل ازم کا بانی کہا جاتا ہے

تاریخ :

قبل مسیح

بنیادی اصول :

رئیل ازم میں علم کی اساس بیرونی حقیقت ہے۔ ذہن آزاد دنیا کی تصاویر اور خصوصیات کا وصول کنندہ ہے۔رئیل ازم اشیاء کو اسی طرح دیکھنے پر زور دیتا ہے جس طرح کے وہ ہیں بجائے اس کے کہ اس میں دقت کی جائے اور فلاں

یا فلاں کے تجربات پر بھروسہ کیا جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ کائنات جس طرح وجود رکھتی ہے بعینہ اسی طرح انسان کے ذہن میں بھی موجود ہے۔ یہ مکتب آئیڈیل ازم سے مخالفت رکھتا ہے کیونکہ یہ ذہن سے باہر کی حقیقت پر یقین رکھتا ہے۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار):

اس مکتب کی تعلیمات کے جزوی اثبات میں مرکز ی قوت الٰہی ہونے کے ساتھ رجائیت حاصل کرتی ہے، یعنی خارج از ذہن میں الٰہی نمائندہ جب تک قدرت و طاقت سیاسی، معاشی، ثقافتی کا مرکزی کردار ہے تب تک یہ مکتب اپنے مجرد معنٰی میں قابل عمل ہے۔ لیکن جب طاقت قدرت کو کسی غیر اللہ سے منسوب کیا جائے تو یہ متروود ہے۔ اگر اس مکتب کی تعلیمات کو ہم اس کے اصطلاحی معنٰی یعنی مغربی فلسفے کے تحت اپنے تعلیمی نظام کی بنیاد قرار دیں گے تو یہ امر طلبہ اور نوجوان نسل کے ذہن میں مغربی تسلط کو بڑھانے کا باعث بنے گا، مغربی تہذیب جس کے بیشتر اجزاء غیر فطری اور تضادات سے بھرپور ہیں۔ نوجوان نسل کو ذہنی تشنج اور عملی بے قاعدگیوں کی طرف راغب کرے گا نیز یہ مادیت کے فروغ میں معاون ہوتا ہے یعنی ہر شہ اور ہر انسانی صفت کو بھی مادی منفعت کے تناظر میں دیکھتا ہے۔ ذہن اور خارج میں بیشتر حقائق وقت و تجربے کے ساتھ تبدیل ہوجاتےہیں۔ لہذا صرف ذہن کے

خیالات یا خارج میں بعینہ حقائق پر یقین کرنا بغیر تجربہ کیے عقلمندانہ روش نہیں ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

عقل و ذہنی دانش کو کالعدم قرار دے کر خارجی حقائق پر اعتماد کرنا مغالطہ ہے اور خدا کی طرف سے الہامات کو یکسر تواہم قرار دینا ہے۔ خارج میں جو کچھ بھی ہے اس کا اثر ذہن کے اندر فکر و دانش پر پڑتا ہے اور یہ چیز انسانی عمل کو متعین کرتی ہے۔ ہاں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جو قوانین خارج میں موجو دہیں انہی کی مثالی شکل ذہن میں بھی ہے اور اسی طرز پر ذہن کے قوانین اور آفاقی قوانین ایک جیسے ہیں۔ لیکن خارج کو حقیقت مان کر ذہن کو کالعدم قرار دینا دین کی اساس کو ختم کرنا ہے۔ یہ ذہن ہی ہوتا ہے جو نفس کی ہمراہی کے ساتھ انسانی اعمال کو نیکی یا بدی کی طرف لیجاتا ہے۔ اخلاق و کردار انسانی ضمیر، نفس اور عقل سے پھوٹتا ہے لیکن اگر ہم انفس کو ہی باطل قرار دے دیں گے تو صرف خارج سے راہ مستقیم کا ادراک نہ ممکن ہوتا ہے۔ غیب کے امور اور امور کی جوہری یا بنیادی تفہیم کیلئے ماواء الطبیعت پر یقین رکھنا ضروری ہے۔

Naturalism

تعریف:

فطرت پسندی کے بارے میں یہ عقیدہ مشہور ہے کہ کائنات میں صرف فطرت کے قوانین اور قوتیں ہیں جو کائنات میں متحرک ہیں اور قدرتی اور فطری دنیا سے ہٹ کر کچھ نہیں، یعنی نہ کچھ مافوق الفطرت (Super Natural) ہے اور نہ ہی مابعد الطبیعات (Meta Physical)

بانی :

ارسطاطلیس (Aristatalis)

تاریخ:

قبل مسیح

بنیادی اصول:

فطرت پسندی کے مطابق فطرت ایک مکمل اصول اور ضابطہ ہے اور فطرت سب جانتی ہے، فطرت میں مستقل مزاجی ہے، اتحاد و انسجام ہے اور مکمل زندگی ہے جو خود معروضی اصولوں کو لاگو کرتی ہے، اور یہی سائنس کے علم کا موضوع ہے اور سائنس اس کے بغیر کچھ نہیں۔ فطرت کے اصول ہی ہوتے ہیں جس کی بنیاد پر انسان اپنے عقائد تعمیر کرتا ہے۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار): :

اس مکتب کو ماننے والے ہر چیز کو فطری تناظر میں دیکھنے کے باعث غیر اخلاقی اعمال کو بھی فطری قرار دیتے ہیں، جیسے کہ جنسی آزادی، دفاع وغیرہ۔ ان کے نزدیک چونکہ مادیات ہی حقیقت ہے کیونکہ مادیات ہی فطرت ہے لہٰذا یہ مابعد الطبیعات کی بھی مادی تفسیر کرتے ہیں اور وحی، الہام کو باطل قرار دیتے ہیں۔اس مکتب کے عقیدے کی رو سے ہر خواہش فطری ہے اور جس طرح چاہیں پورا کریں، یہ چیز انتہائی قسم کا مغالطہ اور فساد آور اصول ہے، جس سے معاشرے میں ہرج و مرج لازم آئے گا جب ہر شخص اپنی ہر خواہش کو بے لگام آزادی اور فطرت کا قانون سمجھ کر پورا کرنے میں لگ جائے گا۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اس مکتب کے زیر اثر جو صرف مادیات کو حقیقت مانتا ہے اور مابعد الطبیعات کو فطرت کا حصہ نہیں مانتا۔ واضح طور پر اس کو تعلیمی بنیاد کے طور پر قبول کرنے میں تردد ہے کیونکہ اس کے سبب مذہب، خدا اور دیگر غیبی امور باطل قرار پا جائیں گے اور اسلامی تہذیب جس کا جوہری فلسفہ غیب اور مابعد الطبیعات سے مشتق ہے کالعدم قرار پائے گا۔مابعد الطبیعی دنیا کے اکتشاف کیلئے کوانٹم فزکس کو بنیاد بنا کر naturalism کے فلسفے کو باطل قرار دیا جاتا ہے مگر سائنسی حلقے اس امر کو psuedu science یعنی نام نہاد سائنس کا نام

دیتے ہیں۔ جبکہ خود کئیوں مثالوں سے یہ بات ثابت کی جاتی ہے جیسے الیکٹرک کرنٹ، پودوں کے بڑھانے والی قوت جو نظر نہیں آتیں مگر وجود رکھتی ہیں، ظاہری آنکھوں اور کسی آلات سے نظر نہیں آتی مگر اس طاقت اور حرکت کے آثار سے یہ قوت ثابت ہوتی ہے کہ کچھ ہے ۔ لہذا naturalsimکا یہ کلیہ کہ غیب، خدا، فرشتے وغیرہ کچھ نہیں نیز مادے سے ہٹ کر ہر وجود کذب بیانی ہے ، باطل قرار پاتا ہے۔

Pragmatism

تعریف :

یہ مکتب نہ تو عقل کو کامل تصور کرتا ہے اور نہ ہی حسیات کو بلکہ ان کا بنیادی اصول عمل کرنے پر منحصر ہے۔یعنی علم کی بنیاد عمل اور تجربہ ہے اور ہر وہ چیز علم میں شمولیت پاتی ہے جو تجربہ اور عمل سے ثابت ہے. اس لحاظ سے یہ مکتب آئیڈیل ازم، رئیل ازم سے مخالف ہے۔

بانی:

جان ڈیوی

تاریخ:

بیسویں صدی عیسوی

بنیادی اصول:

اس مکتب کی تعریف کے مطابق دعوا ہے کہ کوئی بھی چیز ، فکر یا عمل اچھا یا برا نہیں بلکہ نسبی ہے یعنی اس وقت درست ہے جب اس سے کامیابی حاصل ہورہی ہو۔ وہ اخلاقی اصول جو انسان کی کامیابی کا باعث ہوں وہ اس مکتب میں قابل ہوں

نقد (طریقہ واردات / وسائل و ہتھیار):

ہر موقع اور ہر جگہ بظاہر حرکت و جنبش ہی عمل نہیں کہلاتی ۔ بہت سی جگہوں پر خاموشی، سکوت عمل کے زمرے میں آتی ہے۔ کسی بھی اچھے نظریئے یا فکر و نصیحت کو پہلے ذہن میں تجزیہ و تحلیل کے مرحلے سے گذارنا ہوتا ہے اور اس کے بعد کہیں اعضاء و جوارح سے عمل کا مرحلہ آتا ہے۔ اگر صرف عمل کو ترجیح دی جائے تو یہ چیز عمل سے قبل سوچ بچار اور منصوبہ بندی کو مفقود کردے گی اور جلد باز عمل کے زمرے میں آئے گی۔ لہذا اس مکتب میں Proactive بنانے پر زور ہے جو کہ نقصان دہ ہے البتہ Proactiveاس صورت میں قابل تحسین ہے جب عمل سے قبل سوچ بچار، منصوبہ بندی، مشاورت کرلی گئی ہو۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں :

دینی تعلیمات میں بھی اس مکتب کی تائید ملتی ہے کہ علم و دانش بغیر عمل کے بے کار ہے۔ اس مورد میں کئیوں آیات اور روایات موجود ہیں جو علم پر عمل کرنے کے زمرے میں پیش کی جاتی ہیں۔ اس مکتب کے مطابق کامیابی کی مبہم بلکہ کہا جائے کہ صرف مادی تناظر میں تعریف کی گئی ہے، جبکہ مذہب اور خصوصا اسلام کامیابی کو صرف مادی زرق و برق میں محدود نہیں سمجھتا نیز

اسلام کامیابی کو آخرت سے ربط دے کر زندگی کے اگلے مراحل کو بھی زندگی کے سفر میں شامل کرتا ہے۔

Phenomenology

تعریف:

فینامینا لوجی کے تحت مجرد (Abstract, Immaterial)یعنی مابعد الطبیعی علم و دانش کو جزئیات میں تقسیم کرکے یا پھر جزئیات کو ملا کر علیحدہ کرنے اور اتحاد کے ساتھ تجزیہ کرنے کو کہتےہیں۔ یہ ذہنی عمل ہے جس کا ممکن ہے خارج الذہن کوئی وجود نہ ہو بلکہ اس عمل میں صرف مجرد تصورات و افکار کا تجزیہ و مطالعہ کیا جاتا ہے۔

بانی:

Edmund Husserl

تاریخ:

بیسویں صدی

بنیادی اصول:

ماہر نفسیات شعور کے تجربے کا مطالعہ کرتے ہیں جیسے تجربہ کے متعلقہ حالات کے ساتھ پہلے شخصی نقطہ نظر سے تجربہ کیا جاتا ہے۔ کسی تجربے کا مرکزی ڈھانچہ اس کا ارادہ ہے ، جس طرح سے اسے اپنے مشمولات یا معنی کے ذریعے دنیا میں کسی خاص شے کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ہم سب کو تجربہ ، تخیل ، خیال ، جذبات ، خواہش ، خوشنودی ، اور عمل سمیت مختلف قسم کے تجربات کا

سامنا ہے۔تمام قسم کے تجربات کو ذہن کی شعوری کیفیت میں لاکر تجزیہ کیا جاتا ہے۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار)::

بہت سے ایسے امور اور اعمال ہوتے ہیں جن کا تجربہ ممکن نہیں ہوتا بلکہ مشاہدہِ منطقی سے دانش کا حصول کیا جاتا ہے۔ فیناںینالوجی پر اعتقاد کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان خود کو خطرے میں ڈال دے۔ مثلا زہر کا اثر کیا ہوتا ہے جاننے کیلئے اگر خود پر تجربہ کیا جائے تو ممکن ہے موت سے دوچار ہوجائے۔ وغیرہ وغیرہ

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اسلام میں ذہنی حرکات کی بہت سے زیادہ قدر ومنزلت ہے، قران مجید اور روایات میں اکثر و بیشتر عقل کو نبی باطن کہا گیا ہے۔ عقل ہی انسان کی راہنما ہے جو اسے غلط و صحیح میں تمیز سکھاتی ہے۔ البتہ ذہنی عیاشی Mental) (Luxryیعنی علم و دانش میں مگن رہنا ایک کوتاہی ہے ان معنوں میں کہ انسان فکری بصیرت (Mental Enlightment) حاصل کرلے مگر میدان میں وارد نہ ہو اور صرف فکری میدان میں ہی رہے۔ فکری درستگی اور اصلاح کے بعد عمل کا مرحلہ ضروری ہے۔ ابتدائی معرفت فکری حرکت سے ہوتی ہے

پھر عمل، مشاہدے اور تجربے کے نتیجے میں اس معرفت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور یوں انسان کے کمال میں حصہ دار بنتا چلا جاتا ہے۔

Existentialism

تعریف:

اس مکتب کے مطابق کہ قدیم اور بیشتر جدید فلسفوں نے انسان کے وجود پر جو بحث کی ہے اس میں بہت زیادہ غلطیاں کی ہیں۔ اس مکتب کے مطابق انسان کو بھرپور آزادی حاصل ہے کہ وہ کیا انتخاب کرے اور اپنے انتخاب میں وہ آزاد ہے اور یہ انتخاب کی آزادی ہے جس سے انسان میں ذمہ داری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ انسان ہی اپنی زندگی کا ہدف تعین کرنے اور وسائل و رواستہ اختیار کرنے میں آزاد ہے۔

بانی:

Martin Heidegger and Karl Jaspers

تاریخ:

بیسویں صدی

بنیادی اصول :

اس مکتب کے ماننے والے خواہ خدا کو مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں، انسان کی تربیت کیلئے یہ جن اصولوں پر زور دیتے ہیں ، کہتے کہ انسان کو Libral, Independent, self-centered, self-creating, self-reliant, self-

creating,ہونا چاہیے۔ یعنی انسان اپنی زندگی کا مالک ہے اور اپنے لئے افکار، اشیاء، راستے، اہداف کے انتخاب میں آزاد ہے۔ کہتے ہیں کہ آج کے دور کے انسان کی مشکل یہ ہے کہ اس نے خود کو سمجھا نہیں اور اسے نہیں پتا کہ وہ کیا ہے اور اس کی اہمیت اور افضلیت کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کائنات اور دنیا کا کوئی ہدف نہیں اور اس کا کوئی باطن نہیں اور جو کچھ بھی وہ سب اتفاقیا ہے۔انسان کا وجود اس دنیا میں ایک حادثہ ہے۔کائنات میں اور انسان میں کسی قسم کو کوئی نظم و ضبط نہیں۔ حقیقت کوئی چیز نہیں بلکہ ہر انسان اپنے لئے ذاتی حقائق کے کشف کا ذمہ دار ہے۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار):

اس کی مخالفت میں اگر کہا جائے تو وہ کچھ یوں ہو گا کہ انسان ، انسان بننے کیلئے صرف خود انحصاری پر تکیہ کرے اور کسی دوسرے ذریعے کو اہمیت نہ دے یعنی اس مکتب کے مطابق انسان انسان سے انسان کیلئے ہے انسان کو مقصد قرار دیتے ہوئے۔

اس مکتب کے ماننے والوں میں خودی افراط کی حد تک بڑھ جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں خواہشات کے زیر اثر جو چاہتا ہے ہے انجام دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح معاشرے میں ہرج و مرج پیدا ہوتا ہے۔ اس مکتب کا پیرو امکانات پر توجہ رکھتا ہے بجائے ضرورت کے۔ اس مکتب کے ماننے والے روزہ مرہ کی

مشکلات کے حل پر قادر نہیں ہوتے۔ خودی جب افراط کی حد تک بڑھ جاتی ہے تو سرکشی، غرور اور استکبار سے مل جاتی ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں :

اسلام انسان کو مشکلات و پریشانیوں سے نکلنے کیلئے اس کی خودی کے ذریعے حوصلہ افزائی کرتا ہے مگر ان جذبات، احساسات اور افکار جو انسان کو مصیبتوں کے مقابل قیام کی حالت میں لاتے ہیں اور اس کی زندگی میں اضافہ کرتے ہیں، خدا کی طرف منسوب کرتا ہے نیز شکر مند ہونے پر ابھارتا ہے تاکہ انسان غرور تکبر اور اسکتبار سے دور رہے اور ہر لمحہ خداوند تعالیٰ کی ربوبیت اور احسانات کی تصدیق کرے اور اس کی عبادت کرے۔

Psychoanalysism

تعریف:

نفسیاتی تھیوری اور تھراپی کا ایک ایسا نظام جس کا مقصد ذہن میں شعوری اور لاشعوری عناصر کی تعامل کی تفتیش کرکے اور خوابوں کی تعبیر اور آزاد انجمن جیسی تکنیک کے ذریعہ ہوش ذہن میں دبے ہوئے خوف اور تنازعات کو جنم دے کر ذہنی عوارض کا علاج کرنا ہے۔

بانی:

Sigmund Freud

تاریخ:

بیسویں صدی

بنیادی اصول:

- کسی شخص کا طرز عمل ان کی لاشعوری ڈرائیو سے متاثر ہوتا ہے۔
- افسردگی اور اضطراب جیسے جذباتی اور نفسیاتی مسائل شعوری اور لاشعوری ذہن کے مابین اکثر تنازعات کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

- ابتدائی بچپن کے واقعات سے شخصیت کی نشوونما بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے (فرائڈ نے مشورہ دیا کہ شخصیت بڑی حد تک پانچ سال کی عمر میں ہی پتھر پر رکھی گئی ہے)۔
- لوگ لاشعور میں موجود معلومات سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے دفاعی طریقہ کار استعمال کرتے ہیں۔

نقد(طریقہ واردات / وسائل وہتھیار):

سائیکو اینالیسٹ (Psychoanalyst)مؤکل(Client) کی حوصلہ افزائی یا دوسرے لفظوں میں کہا جائے کہ پھنسانے کے لئے مختلف تکنیکوں کا استعمال کرتے ہیں تاکہ ان کے سلوک اور علامات کے معانی ، جس میں ink blots ، parapraxes، آزاد انجمن ، تشریح) خواب تجزیہ بھی شامل ہے (، مزاحمت کا تجزیہ اور منتقلی تجزیہ شامل ہیں۔ ان تمام تکنیکوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سائیکو اینالسٹ موکل کو demotivate کر کے اس پر نفسیاتی غلبہ حاصل کرلیتے ہیں۔

اس طریقہ کار کو جب مثبت، تعمیری اور تخلیقی مقاصد کیلئے مجرمانہ یا منفی ذہنیت کے حاملوں پر استعمال کیا جائے تو معاشرے میں اصلاح کی جاتی ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اسلامی تعلیمات کے مطابق ایسے تمام نفسیاتی حربے جس سے کسی بھی شخص پر نفسیاتی غلبہ حاصل کیا جائے اگر مثبت، تعمیری اور تخلیقی نیت کے ساتھ ہے تو ثواب بھی رکھتا ہے اور معاشرے سے بدامنی، جبر، ناانصافی وغیرہ اور دیگر منفی کرداروں کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

Scholasticism

تعریف:

اس مکتب کے مطابق :سائنس کو عیسائیت کی خدمت میں رہنا چاہئے۔ ورنہ یہ باطل ہے اور مفید نہیں ہے۔ یہ مختلف طریقوں سے کیا گیا تھا :ایک یہ کہ پجاریوں کے احکامات اور توقعات ، عقائد اور احکامات پیش کیے گئے ، اور پھر طلباء اور سائنس دانوں کو تحقیق اور تجزیہ کرنا پڑا جس سے وہی نتائج بر آمد ہوں جو عیسائیت کے مفاد میں ہوں۔ اس کے علاوہ ، چرچ کی خدمت میں مختلف شعبوں میں پادریوں نے ان اداروں کی حمایت کی جن کی کارنامے مسیحیت کے فائدہ میں تھے اور جو اسباق ، مباحثہ ، اور علوم چرچ کے فائدے میں ہوسکتے تھے ان کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

بانی :

کلاسیکی مسیحی الہیات(Christian theology) اور قدیم فلسفے کو قرون وسطی میں پیش کیا گیا۔ نمایاں طور پر ارسطو اور افلاطون اس کے بانی ہیں۔

تاریخ:

قرون وسطیٰ

بنیادی اصول ومقاصد:

علمی تدابیر سیکھنے کے طریقہ کار کی حیثیت سے اتنا زیادہ فلسفہ یا الہیات نہیں ہے ، کیونکہ یہ جدلیاتی استدلال(Dialectical reasoning) پر زور دیتا ہے کہ علم کو بڑھاوا دینے اور تضادات کو دور کرنے کے لئے۔یہ علمی فکر سخت نظریاتی تجزیہ اور امتیازات کی محتاط منصوبہ بندی کے لئے بھی جانا جاتا ہے۔

تنازعہ کی طاقت کو فروغ دینے کے لئے؛ علم کو منظم کرنے کے لئے؛ تاکہ اس نظام علم کو انفرادی مہارت حاصل ہو۔ علمی تربیت کا مقصد اعتقادات کو منطقی نظام میں وضع کرنے کی طاقت اور ان تمام دلائل کے خلاف عقائد کے ایسے بیانات کو پیش کرنے اور ان کا دفاع کرنے کی طاقت پیدا کرنا ہے جو ان کے خلاف لایا جاسکتا ہے۔تعلیمی نظام تعلیم کا مقصد علم کو منظم کرنا اور اس طرح اسے سائنسی شکل دینا تھا۔ لیکن ، تعلیمی نظریہ کے مطابق ، علم بنیادی طور پر ایک مذہبی اور فلسفیانہ کردار کا تھا۔ جس سائنسی شکل کی قدر کی گئی وہ تنقیدی منطق کی تھی۔ اسکالسٹزم کے تعلیمی مقصد کا تیسرا پہلو یہ تھا کہ فرد کو اس علم پر عبور حاصل ہوجائے ، جو اب تجویزات اور علامتیات تک کم ہو گیا تھا اور اس روش کے ذریعے تمام منطقی طور پر منظم ہوگئے۔

نقد (طریقہ واردات / وسائل و ہتھیار)::

کلی طور پر ایک تجزیہ ہے۔ پورے جملے کو ہر ایک جملے کے خاص تجویز کے مطابق مناسب حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ، پھر عنواین اور ذیلی عناوین ، سب ڈویژنوں وغیرہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ رسمی ، حتمی ، مادی اور موثر وجوہات کی عنوانات کے تحت ، لفظی ، تخیلاتی ، صوفیانہ اور اخلاقی معنی کی ارسطو کی منطق کے انداز میں کم سے کم وقت میں جانچ پڑتال کی جاتی ہے ۔اس طرح ، ہر ڈویژن کی بنیاد پر تجزیہ کردہ متن اور تبصرے کے ساتھ ، طالب علم بہت زیادہ علمی بھرم کے ساتھ نفسیاتی مغلوب ہوجاتا ہے۔ دوسرا اور آزادانہ طریقہ یہ تھا کہ کئی ممکنہ تشریحات میں سے پسندیدہ انتخاب کے حتمی انتخاب کے ساتھ اس نکتے کو بیان کیا جائے ۔ قطعی نتائج اور علم کے منظم انتظام کے سلسلے میں ، یہ طریقہ سابقہ سے کمتر تھا۔ لیکن اس کے محرکات میں ، سوچ و تحقیق کی آزادی ، اور عام ترقی پسندی کی طرف اس کے اثر و رسوخ میں یہ کہیں زیادہ فائدہ مند ہے۔ منظم طریقہ کار اس مکتب میں سب سے زیادہ مغلوب کرنے والا ہتھیار ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں :

اسلام کی نظر میں علم مجرد ہے اور چونکہ انسان درجہ بدرجہ ذہنی شعور کی بالیدگی حاصل کرتا ہے خواہ وہ جسمانی عمر ہو یا ذہنی ، البتہ ذہنی بالیدگی میں

دانش، تجربہ، مشاہدہ وغیرہ کا دخل اہم کردار ادا کرتا ہے۔ علمی کلیات اور فطرت کے قوانین کا اخذ بزرگان کے تجربے سے حاصل ہونے والا سب سے آسان طریقہ ہے جبکہ خود سے تجربے اور مشاہدے کیلئے ہمت اور استطاعت چاہیے۔ اسلام کی نظر میں علم عمل سے جڑا ہے لہذا علمی دور کیلئے علم و دانش مجرد حالت رکھتا ہے یعنی کسی خاص مذہب یا مکتب سے لگاؤ جائز نہیں۔ مگر جب منطق و ذہنی ریاضتوں، تجربے اور مشاہدے کے نتیجے میں انسان کسی ایک مکتب سے جڑ جائے تو پھر علمی عصبیت لازم ہوجاتی ہے۔ اسلام کو مجرد ذہنی کیفیت سے مطالعہ کے نتیجے میں انسان اس درجہ پر آتا ہے کہ علم و دانش کی تمام جہات کو اسلام، خدا اور وقت امام کیلئے مختص کردے۔ایک اسلامی روایت کے مطابق علم ودانش مومن کی گمشدہ میراث ہے منافق و مشرک سے بھی ملے تو لے لینی چاہیے۔ اس تناظر میں ہر قسم کا علم جو علم کہلائے جانے کے مستحق ہے اس کو اسلام و مسلمین کے لئے جائز قرار دے دیا گیا ہے اور اس کے حصول میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کرنی چاہیے۔

Critical Theory

تعریف:

تنقیدی تھیوری معاشرتی فلسفے کا ایک نقطہ نظر ہے جو طاقت اور قوت کے ڈھانچے کو ظاہر کرنے اور معاشرے اور ثقافت کو چیلنج کرنے کے لئے تنقیدی روش پر مرکوز ہے۔

بانی:

فرینکفرٹ اسکول کے نظریاتی ماہرین ہربرٹ مارکوز ، تھیوڈور اڈورنو ، والٹر بینجمن ، ایرچ فروم ، اور میکس ہورکھیمر (Herbert Marcos, Theodore Adorno, Walter Benjamin, Erich Froome, and Max Horkheimer)

تاریخ:

1937ءبیسویں صدی

بنیادی اصول:

تنقیدی سماجی سائنس دانوں کا ماننا ہے کہ سیاق و سباق میں حقیقی لوگوں کے زندہ تجربے کو سمجھنا ضروری ہے۔ تنقیدی اسکالرشپ کو تشریحی وظیفے سے کیا فرق پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ معاشرے کے افعال اور علامتوں کی ترجمانی کرتا

ہے تاکہ ان طریقوں کو سمجھا جاسکے جن میں مختلف سماجی گروہوں پر ظلم کیا جاتا ہے۔پوشیدہ ڈھانچے کو ننگا کرنے کے لئے تنقیدی انداز معاشرتی حالات کا جائزہ لیتے ہیں۔ قدرتی طور پر ، تنقیدی نظریہ ساختی ڈھانچے سے قرض لیا جاتا ہے۔ تنقیدی تھیوری یہ تعلیم دیتی ہے کہ علم طاقت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مظلومیت کے طریقوں کو سمجھنے سے ہی وہ جابرانہ قوتوں کو تبدیل کرنے کے لئے کارروائی کرنے کا اہل بناتا ہے۔تنقیدی سوشل سائنس تھیوری اور عمل کو فیوز کرنے کی شعوری کوشش کرتی ہے۔ اس طرح تنقیدی نظریات غیر معمولی ہیں۔ وہ ہماری زندگی کو متاثر کرنے والے حالات میں تبدیلی لاتے ہیں۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار):

تحقیقی، سائنسی انداز میں علماء و دانشوروں کو مخاطب کرکے نظریہ یا کسی عمل کو تنقید کرنا اس انداز سے کہ کسی دوسری فکر یا عمل کو جو بہت زیادہ وقت کے حساب سے جذاب ہو پیش کرکے، عوامی التفات حاصل کیا جاتا ہے۔ تنقید کرنا روزمرہ کی زندگی میں اور وہ بھی دوسروں پر بہت آسان ہوتا ہے مگر کسی علمی نظریے یا نظام پر تنقید تحقیق، جستجو مانگتا ہے۔ البتہ تنقید میں صرف تنقید نہ رہ جائے بلکہ ایجابی کیفیت بھی پائی جاتی ہو جس سے متبادل فکر یا نظریے کی حمایت کی جاسکے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اسلام علمی و فکری تنقید کے قطعا مخالف نہیں۔ البتہ ایسی تنقید جو مسئلہ حل کرنے کے بجائے مزید پیچیدہ بنادے، ناامنی اور گمراہی کا سبب بنے حرام ہے۔ لہذا نہی عن المنکر کے ساتھ امر باالمعروف اس انداز سے ہو کہ بشری فطرت اسے قبول کرے اور نیکی کی طرف رغبت کرے۔

Diversity & Inclusivity

تعریف:

آسان الفاظ میں ، تنوع اور شمولیت کا مطلب انفرادی افراد کے ایک گروہ کو شامل کرنا ہے جو ایک دوسرے سے کچھ موارد میں ہم آہنگ ہوتے ہیں اور کچھ میں مخالف اور یہ آپس میں مل جاتے ہیں ،البتہ ان میں سے ہر ایک الگ الگ فوائد کے حامل ہیں۔

بانی:

Andrew Carnegie

تاریخ :

بیسویں صدی

بنیادی اصول:

اوہائیو اسٹیٹ میں شعبہ فلسفہ ، ہمارے معاشرے کے تمام افراد کو جنس ، صنفی شناخت ، جنسی رجحان ، قوم ، نسل ، قومی اصل ، مذہب سے بالاتر ہوکر کام اور تعلیم دونوں کے لئے ایک محفوظ ، قابل احترام اور معاون ماحول کو یقینی بنانے کے لئے پرعزم ہے۔ ، صحت یا معذوری کی حیثیت ، شہریت کی حیثیت ، سیاسی

وابستگی ، عمر ، یا معاشی و معاشرتی پس منظر اس عمل میں رکاوٹ نہیں ہونا چاہیے۔

نقذ(طریقہ واردات /وسائل و ہتھیار):

تعریف میں بیان کیے گئے مطالب بظاہر بہت اچھے ہیں اور یقینا لغت میں بھی اس کے یہی معنی ہیں، مگر ان الفاظ کو جب ہم خصوصا تعلیم اور تہذیب کے تناظر میں سامراجی اداروں کی اصطلاح میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو فحش اور بدکرداری کے فروغ سے پُر نظر آتے ہیں۔ تنوع ایک فطری فینا مینا ہے جب کہ شمولیت بھی ایک فطری فینا مینا ہے۔ مگر سامراج اس جنسی تنوع کو ختم کرکے جنسی تفریق کے ساتھ ساتھ مذہبی تفریق، اخلاقی تفریق کو کالعدم کرتے ہوئے سب کو باہم ایک جیسا برتاؤ کرنے کیلئے شمولیت کی دعوت دے رہا ہے۔ یہ دعوت بالغ باشعور اور تہذیب آشنا کو نہیں دی جارہی بلکہ نابالغ ذہنوں خواہ وہ چھوٹی عمر کے بچے ہوں یا بڑی عمر والے سب کو لاشعوری اور جذاب طریقے سے اس طرف راغب کیا جارہا ہے کہ انسانی اور مذہبی اخلاقیات کو فراموش کرکے اقوام عالم صرف شہوت مٹانے کیلئے جنسیات اور فاحشا کے خریدار بن جائیں اور سامراج اپنی فحش منڈیوں سے سرمایہ بناتا رہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اسلام تنوع کی فطری حالت کو ارادی شمولیت سے دور کرتا ہے۔ اسلام میں جنس ، صنفی شناخت ، جنسی رجحان ، قوم ، نسل ، قومی اصل ، صحت یا معذوری کی حیثیت ، شہریت کی حیثیت ، سیاسی وابستگی ، عمر ، یا معاشی و معاشرتی پس منظر کو اہمیت دیتا ہے۔ اسلام چونکہ اپنی منطقی تعلیمات جس میں روح، نفس، عقل، ضمیر وغیرہ کو اطمینان دینے کی صلاحیت موجود ہے، کبھی انسان کو فردی طور پر کبھی مجموعی اور معاشرتی طور پر تنوع کے اختلاف کی حمایت کرتا ہے اور کبھی مخالفت کرتا ہے، کبھی رواداری اور شمولیت کی دعوت دیتا ہے کبھی مدافعانہ انداز بھی اختیار کرتا ہے۔ اس امر میں سامراجی اور اسلامی نیت، ہدف کا فرق ہے۔ سامراج جب تنوع کو شمولیت یا شمولیت میں اختلاف کو ہوا دیتا ہے تو مقصد دنیاوی زرق برق، مادیات وغیرہ ہوتا ہے، جبکہ اسلام مادیات کو بطور وسیلہ اختیار کرکے آخرت جنت کی اشتہا دلاتا ہے۔ لہذا اسلامی تناظر میں جاذبہ اور دافعہ کے خاص موارد نیت اور ہدف کی بنیاد پر ہیں، جس میں بنیادی طور پر انسان شرافت و کرامت کی حفاظت کے ذریعے انسان کی اخروی زندگی کی فلاح بھی شامل ہے۔

(Enlightenment)HISTORY

تعریف:

روشن خیالی ، ایک فلسفیانہ تحریک تھی جس نے اٹھارہویں صدی کے دوران یورپ میں غلبہ حاصل کیا ، جس کا اس خیال کے گرد محور تھا کہ وجہ اقتدار اور قانونی حیثیت بنیاد ہے ، اور اس نے آزادی ، ترقی ، رواداری ، برادری ، آئینی حکومت اور چرچ اور ریاست کی علیحدگی جیسے نظریات کی حمایت کی ہے۔

بانی :

17ویں صدی کے فلسفیوں جیسے ڈیکارٹ ، لاک اور نیوٹن (Descartes, Locke and Newton) کے ذریعہ ، اور اس کی نمایاں شخصیات میں کانٹ ، گوئٹے ، والٹیئر ، روسو ، اور ایڈم اسمتھ (Kant, Goethe, Voltaire, Russo, and Adam Smith) شامل تھے۔

تاریخ:

17ویں 18 ویں صدی کا یہ دور سوچ اور استدلال میں بہت بڑی تبدیلی کا دور تھا ، جو(مورخین رائے پورٹر کے الفاظ میں)" جدیدیت کی تشکیل میں فیصلہ کن " تھا۔ صدیوں کی رواج اور روایت کو دریافت ، انفرادیت کو رواداری اور

سائنسی کوشش کے حق میں چھوڑ دیا گیا ، جس نے صنعت اور سیاست میں ہونے والی پیشرفت کے ساتھ مل کر ، 'جدید دنیا' کے ظہور کا مشاہدہ کیا۔

بنیادی اصول:

☆ بہت بنیادی نعرے جو اس دور میں تھے وہ آزادی ، مساوات ، بھائی چارہ (Liberty, Equality, Fraternity) کے تھے۔

☆ یہ ایک فلسفیانہ تحریک تھی جو قدرتی قانون پر مبنی ایک نئے سول آرڈر کے لئے ، اور تجربات اور مشاہدے پر مبنی سائنس کے لئے ، عقیدہ اور کیتھولک نظریہ کی بجائے دلیل پر مبنی معاشرے کی وکالت کرتی ہے۔

☆ یہ روشن خیالی کی دو الگ الگ اقسام تھیں :بنیاد پرست روشن خیالی ، جمہوریت کی حمایت ، انفرادی آزادی ، اظہار رائے کی آزادی اور مذہبی اختیارات کا خاتمہ۔ اور دوسری ، ایمان کے روایتی نظاموں کے اور زیادہ اعتدال پسند قسم کی اصلاحات اور طاقت کے مابین ہم آہنگی کی کوشش کی گئی۔

☆ اگرچہ روشن خیالی کو کسی مخصوص نظریہ یا اصول کے مطابق نہیں سمجھا جاسکتا ، لیکن سائنس روشن خیالی کے مباحث منطقی و جدید فکر میں اہم کردار ادا کرتی رہی ہے۔

☆ جمہوری اقدار اداروں اور جدید لبرل جمہوریتوں کے قیام پر توجہ دینے میں ، روشن خیال مغرب میں سیاسی جدیدیت لانے میں اہم کردار کی حامل ہے۔

☆ روشن خیالی کے مفکرین نے منظم مذہب کی سیاسی طاقت کو کم کرنے کی کوشش کی ، اورچاہا کہ اس طرح سے مذہبی جنگ کو مزید برداشت کرنے سے روکا جائے۔ بنیاد پرست روشن خیالی نے چرچ اور ریاست کو الگ کرنے کے تصور کو فروغ دیا۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار)::

آزادی ، مساوات ، بھائی چارہ کے پر کشش اور جذاب نعروں کے ذریعے مذہب سے آزادی، روایت پسندی سے آزادی، مساوات کے نعروں کے ذریعے مرد و عورت کی حرمت سے آزادی، محرمات کے اصولوں سے آزادی، اخلاق و کردار سے آزادی اور بھائی چارہ کے ذریعے کاروباری استحصال اور کمزور اقوام کا استحصال کا سلسلہ شروع ہوا۔ بغیر مرکزی روحانی کردار کے کوئی بھی معاشرہ عملی طور پر منظم نہیں ہوسکتا۔ صرف کلامی انداز میں اچھائی کو درک کرلینا عملی میدان میں نفاذ سے یکسر منفرد امر ہے۔ لہذا خواہ کوئی بھی مذہب ہو مکتب ہو وہ بھرپور انداز میں نیکی ، مثبتات اور تعمیریت و تخلیقیت کو فروغ نہیں دے سکتا جب تک مجموعی تعداد کی نیکیوں اور اچھائیوں سے بلند کوئی

ہستی عملی طور پر بطور حاکم و منتظم معاشرہ موجود نہ ہو۔ وقتی طور پر ممکن ہے کہ کوئی معاشرہ مثبت ہوجائے مگر طویل المعیاد دور کیلئے ایک زندہ رہبر کی ضرورت ہمیشہ موجود رہتی ہے ایک ایسا زندہ رہبر جو توحید کے سائے میں اخلاق حسنہ کو عملی کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ صرف کلامی اچھائیوں کا ادراک نہ کرے بلکہ انہیں عملی طور پر نافذ کرنے کیلئے خود اپنی ذات کو اور معاشرے کیلیے روشوں کو معین کرے۔ لہذا اس تناظر میں روشن خیالی کا پروجیکٹ بوگس اور ناکام رہا کیونکہ اس کے بعد بھی دنیا نے مغربی اقوام میں ایک دوسرے سے رقابت اور مخاصمت کا مشاہدہ کیا اور تازہ ادوار میں دو عالمی جنگیں بھگتیں اور اربوں انسانوں کا قتل عام بھگتا جو تاریخ انسانی کی عظیم ترین قتل عام تھا نیز معاشی ، سیاسی اور ثقافتی شعبوں نیز سائنس کے شعبہ جات میں تحقیق، آزادی، حقوق کے نام پر کس طرح دنیا کی کمزور اقوام کا استحصال کیا گیا اور ان کے وسائل کو لوٹا گیا یہ سب تاریخ میں ثبت ہے۔ لہذا آج اکیسویں صدی میں ہم ہر شعبہ میں مسائل کا انبار دیکھ کر یہ اندازہ کرتے ہیں کہ روشن خیالی کا وہ پروجیکٹ جو17 ویں اور18 ویں صدی میں سعادتوں اور خوشبختیوں اور مسرتوں کے خواب کے ساتھ شروع کیا گیا تھا چکنا چور ہوگیا۔ مادیات اور ظاہرداری کی زرق و برق اور چکاچوند نے انسانی معاشرے میں شدید قسم کی روحانی اور فکری بھوک میں اضافہ کردیا ہے اور روشن خیالی کے خوابوں کے

بجائے آج انسان اس طلب میں ہے کہ اس کی زندگی روحانیت اور مذہب سے حقیقی سعادت حاصل کرسکے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

خود باوری، عقلیات، منطق، اختیار (Self-confidence, rationality, logic, authority) وغیرہ اسلام میں اپنی بھرپور انداز میں موجود ہیں اور قرآن کریم نیز روایات مقدسہ میں بھرپور انداز میں ان تمام صفات کو اپنانے پر زور دیا گیا ہے البتہ انہی مصادر اسلامی سے یہ بھی ثابت ہے کہ انسان ایک وقت میں بغیر غیب پر ایمان اور معنوی توسل کے صرف progressive اور self motivation اور self releince کے اعتقاد کی بنا پر ناکامی کی طرف چل پڑ تا ہے۔ آج کی جدید نفسیات بھی اس کیفیت کی تصدیق کرتی ہے کہ اگر عقل اور روحانیت میں اعتدال نہیں ہو گا تو تعمیری اور تخلیقی امور معطل ہوجاتے ہیں۔ مادیات سے معنویات کی طرف رغبت انسانی ذہن اور نفس کے فطری مراحل ہیں۔ مگر صرف ایک بُعد کی طرف توجہ طویل المدتی (Long run) سفر میں انسا ن کو دنیا اور آخرت دونوں میں ناکام کرتی ہے۔

(Enlightenment)SPRITUAL

تعریف:

روشن خیالی کا عمل یا روشن خیالی کی حالت۔ معرفت کا حصول۔

بانی:

تاریخ:

روشن خیالی کا عمل یا روشن خیالی کی حالت۔روشن خیالی" صورتحال کی مکمل فہم "کا نام ہے۔یہ اصطلاح عام طور پر17 ویں اور18 ویں صدی کی روشن خیالی کے دور کی علامت کے لئے استعمال ہوتی ہے ، لیکن یہ مذہبی تناظر میں مغربی اور مشرقی ثقافتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ متعدد بودھی اصطلاحات اور تصورات کا ترجمہ کرتا ہے ، خاص طور پر بودھی ، کینشو اور ستوری(Buddhism, Kenshu and Satori)۔ ایشیائی مذاہب سے وابستہ اصطلاحات ہندو مذہب میں موکھا(آزادی) ، جین مت میں کیولا جھانا ، اور زرتشت پسندی میں ushta ہیں۔ اسلام میں اس کو عرفان و تصوف کے اعلیٰ مدارج سے موسوم کیا جاتا ہے۔

بنیادی اصول :

روحانی کمال کے حصول کیلئے تذکیہ نفس کے جن مراحل کو نہ صرف مذہبیوں نے بلکہ غیر مذہبیوں نے بھی علم نفسیات کے تناظر میں بے شمار اصولوں کو پیش کیا ہے۔ البتہ بنیادی طور پر نفس و روح کی کی منفی کیفیات کو ترک کرنے اور مثبت کیفیات کو اپنانے کیلئے جن اصولوں کا تقریبا تمام مکاتیب ذکر کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

ذہنی یکسوئی و توجہ، ضمیر کی آواز پر توجہ، ارادہ، علم کی طلب میں رہنا، غصہ اور شہوت سے احتراز، کم کھانا، کم سونا وغیرہ

نقد(طریقہ واردات / وسائل و ہتھیار):

اسلامی وعرفان کے علاوہ تصوف یا دیگر غیر مذہبی مکاتیب کی تذکیہ نفس کی روشیں انسان کو یک بُعدی(single dimensional) بنادیتی ہیں۔ انسان صرف نفسانی ریاضتوں میں مگن ہو کر رہبانیت (Monasticis)اختیار کرلیتا ہے اور دنیا اور دنیاوی امور سے خود کو کاٹ لیتا ہے۔اس طرح سے وہ کسی طرح کی دنیاوی لذت کو خود پر حرام کرلیتا ہے اور یہ عمل خودایسے انسان کو محدود کردیتا ہے۔ ظالم و سامراجی طاقتوں کے سامنے جھک جاتا ہے اور ایک تھپڑ کی جگہ دوسرا گال بھی آگے کردیتا ہے۔ یہ عمل انسانیت کی تذلیل اور انسانی وقار اور اقدار کے شدید منافی ہے۔ غیبی طاقتوں کے حصول کی لالچ

ایسے مذکیوں کی بنیادی فکر ہوتی ہے جس کے باعث وہ بظاہر مادی اشیاء سے خود کاٹ لیتے ہیں مگر شرک سے بچنے کے مغالطہ میں نفس کا بت بنا کر شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ آخرت یا اگلے جنم میں نفسانی رذالتوں کی تجسیم سے خوفزدہ ایسے افراد الٰہی نمائندوں کی بھی تضحیک کے مرتکب ہوتے ہیں اور ان الٰہی نمائندوں کو بعض مواقع پر دنیا پرست یا مادہ پرست و نفس پرست گردانتے ہیں۔ ان کی ظاہری سادگی اور فقیری اسٹائل سے اکثر ناسمجھ و بے معرفت دھوکہ کھا کر ان میں شامل ہوجاتے ہیں۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

علم و دانش انسان کے کمال میں ایک بنیادی کردار رکھتی ہے۔ البتہ علم و دانش کی مثال ایک آلہ کی سی ہے اس علم و دانش کو کہاں استعمال کرنا ہے اور کیسے کرنا ہے یہ ضروری ہے، یہ استعمال انسان کو تزکیہ نفس سے حاصل ہوتا ہے، تقوائے الٰہی انسان کی بصیرت، حکمت اور معرفت میں دوچند اضافہ کردیتا ہے۔ یہ بصیرت انسان کو لذتوں کی اسیری، شہوتوں اور غضب کے طوفانوں سے دور کرکے کائنات کی مادیات کے باطن میں لے جاتی ہے اور انسان ان امور کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے کہ جس سے خداوند تعالیٰ کی خوشنودی میسر ہوتی ہے۔ بصیرت و حکمت کے حصول کیلئے تزکیہ نفس کی جس روش کو بہترین قرار دیا جاسکتا ہے وہ مکتب اہلبیتؑ کی سکھائی ہوئی ہے۔ اور تمام احکام شرعی پر عمل

کرنا اس معرفت و روشن بصیرتی کی طرف لیجاتے ہیں۔ البتہ اس مورد میں بصیرت کا حصول یا معرفت کا حصول دوسروں پر غلبہ پانے کی نیت سے نہ ہو بلکہ صرف پروردگار عالم کی خوشنودی کے حصول کیلئے اپنے عمل کیلئے بصیرت و معرفت کا حصول ہونا چاہیے۔

وہ طرز فکر جو سیاسی امور سے تعلق رکھتے ہیں اور ان
کی بنیاد وہ فکری مکاتب ہیں جو اوپر بیان کیے گئے

Liberal democracy

تعریف:

حکومت کا ایک جمہوری نظام جس میں فرد کے حقوق اور آزادی کو سرکاری طور پر تسلیم اور تحفظ حاصل ہے ، اور سیاسی اقتدار کا استعمال قانون کی حکمرانی تک محدود ہے۔لبرل جمہوریت ، جسے مغربی جمہوریت بھی کہا جاتا ہے ، ایک سیاسی نظریہ اور حکومت کی ایک شکل ہے جس میں نمائندہ جمہوریت لبرل ازم کے اصولوں کے تحت کام کرتی ہے۔

بانی :

فلسفی جان لاک کو اکثر بانی لبرل ازم کا سہرا دیا جاتا ہے

تاریخ:

17 سترھویں صدی

بنیادی اصول:

لبرل جمہوریت کی شکل میں اور" انتہائی انفرادیت "،" آزاد بازار "اور" عالمی حقوق انسانی "کی اقدار کے ساتھ مغرب کی موجودہ تہذیب انسانی ارتقا کا آخری مرحلہ ہے۔ لبرل ازم افراد کی باضابطہ مساوات کے پختہ عزم پر مبنی ہے۔ لبرل مفکرین مذہب ، نسل ، قبیلہ ، طبقاتی ، صنف وغیرہ سے قطع نظر ،

تمام شہریوں کے مساوی حقوق کا دعویٰ کرتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ تمام انسانوں کو مساوی حقوق) بشمول قدرتی اور انسانی حقوق (بھی ہیں۔ ، اور یہ ان کی انسانیت کے لئے فائدہ ہے اس کو کسی خاص طبقے جیسے مردوں ، گوروں ، عیسائیوں یا امیروں تک محدود نہیں ہونا چاہئے۔ لہذا ، لبرلز اس معاشرتی استحقاق یا فوقیت کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں جس سے معاشرے کے کچھ طبقات نسل ، چمڑے کے رنگ ، مذہب ، مسلک یا معاشرتی پس منظر جیسے عوامل کی بنا پر دوسروں کے ذریعہ ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ لوگوں کو قانون کے" برابر "ہونا چاہئے اور وہی سیاسی یا شہری حقوق سے لطف اندوز ہونا چاہئے۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار):

عقلیت، خودی، مساوات، آزادی، حقوق طلبی کے جذاب نعروں کے ذریعے ناسمجھ و ناخواندہ اور بے معرفت مگر حساس افراد کے جذبات کو اغواء کرنا ان کے بنیادی وسائل ہیں اور مذہب اور حق پرستی کے دعوے داروں کے عیب دار اعمال سے متنفر کرکے مذہبی تعلیمات کو کالعدم قرار دلوانا اور نام نہاد روشن خیالی کے فلسفوں کی طرف راغب کرنا ہے۔باقی دیگر مغربی فلسفوں کی طرح یہ سیاسی نظریہ بھی قرآن نیزوں پر بلند کرنے والے سیاست کی طرح

ہے جس میں حق پرستی کا دعویٰ کیا جاتا ہے مگر باطن میں پس پردہ باطل اور بدیانتی شامل ہوتی ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

مغرب میں کلیسا کے استبدادی ادوار کا منطقی رد عمل ریناسانس اور روشن خیالی کی صورت میں وقوع پذیر ہوا۔ان کی مذہب گریزی کے عمل نے اسلامی تعلیمات کو بھی کلیسا جیسا باور کرکے اور نام نہاد عقلیت کے پرچار میں خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار لی۔ روشن خیالی کے پرکشش نعروں اور جذاب فلسفوں نے رسول اکرم ص کے بعد استبدادی حالات سے متنفر مسلمانوں کو بھی اپنی طرف راغب کرلیا، جس میں تمام انسانوں کی مذہبی، لسانی، گروہی، معاشی، علمی ہر طرح کی شناخت کو ختم کرکے مساوات و یکسانیت کا درس دیا گیا تھا۔ مگر عملی طور پر یہ ایک خاص وقت تک اپنے جادو دکھاتارہا مگر آج اکیسویں صدی میں لبرل ڈیموکریسی کے حامیوں میں بے انتہا کنفیوژن اور عمل میں تضاد پایا جارہا ہے۔ یہ وہی کیفیت ہے جس سے متنفر افراد نے کلیسا کو کالعدم کیا اور مشرق میں مسلمانوں نے خلافت کے نام پر ملوکیت سے متنفر ہوکر لبرل ڈیموکریسی پر جان وارنا شروع کی۔ بیسویں صدی کے ایرانی اسلامی انقلاب کے بعد جب دنیا کے مکاتیب نے تعلیمات محمد و آل محمد کو عملی شکل میں اور تمام سماجی ابعاد میں مثبت رویوں کا حامل دیکھا تو صاحبان الباب نے اس کی طرف

رجوع کرنا شروع کیا اور تمام قدیم و جدید مذاہب اور مکاتیب کے مقابلے پر نہ صرف علمی و کلامی طور پر درست اسلام کا ادراک کیا بلکہ عملی اور احساساتی کیفیت میں اطمینان آور اور باعمل پایا جس میں اعتدال بھی ہے اور سماج کے تمام عقلی اور نفسانی پہلوں اور عدالتی پہلوؤں پر بلیغ اعمال کا مشاہدہ کیا۔ اسلامی حکومت میں قانون تو ہوتا ہے مگر انسان مافوق قانون خود اخلاقی اور توحیدی ذمہ داری سمجھتے ہوئے صرف نیکیوں اور تعمیری امور پر توجہ دیتے ہیں۔ قانون اسلامی معاشرے میں ان پست افراد کیلئے ہوتا ہے جو ایسے ناسور ہوتے ہیں کہ صرف قانون کے ڈنڈے سے ہی سدھرتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ انسانی کرامت اور فضیلت کو توحید اور آخرت کے نظریے کے تحت اس طرح ذمہ دار بنادیتا ہے کہ انسان اس کی حفاظت اور کرامت میں اضافہ کیلئے از خود برائیوں سے دور اور نیکیوں میں معروف ہوتا ہے۔ جب کہ مغربی معاشروں میں اس فلسفے کے باوجود عوامی سطح پر اور اکثر موقعوں پر سرکاری افراد کی طرف سے بھی لسانی، اور قومی تعصب کی خونریزیاں نظر آتی ہیں عالمی سطح پر بھی مغربی سربراہوں کی طرف سے تعصب و کینہ پرور جذبات ان کی پالیسیوں میں واضح دیکھے جاسکتے ہیں۔

Humanism & Human rights

تعریف:

انسانی حقوق اخلاقی اصول یا قاعدے ہیں جو انسانی طرز عمل کے کچھ معیارات مقرر کرتے ہیں اور جو میونسپلٹی اور بین الاقوامی قانون میں باقاعدگی سے محفوظ ہیں۔ وہ عام طور پر ناقابل تردید ، بنیادی حقوق" کے طور پر سمجھے جاتے ہیں جن کے لئے ایک شخص فطری طور پر صرف اس وجہ سے مستحق ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک انسان ہے "اور جو" تمام انسانوں میں موروثی ہیں "، قطع نظر اس کے عمر ، نسلی نژاد ، مقام ، زبان ، مذہب ، نسل ، یا کوئی اور وجہ کے۔

بانی:

اسٹوڈیا ہیومینیٹیٹس (studia humanitatis)کو یونانی paideia کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ ان کا نام بذات خود رومن کے ماہر مارکس ٹولیس سیسرو Marcus) Tullius Cicero)کے ہیومنیٹاس(humanitas) کے تصور پر مبنی تھا ، یہ ایک تعلیمی اور سیاسی آئیڈیل تھا جو پوری تحریک کی دانشورانہ اساس تھا۔

تاریخ:

تعلیم میں کلاسیکی مطالعات پر نشاۃ ثانیہ (Renaissance) پر زور دیتے ہوئے انیسویں صدی کے جرمن اسکالروں نے سب سے پہلے) بطور ہیومنسمس (یہ اصطلاح استعمال کی تھی۔

بنیادی اصول:

- انسانیت پسند اپنے لئے فرد کی حیثیت سے سوچتے ہیں۔
- کسی عقیدہ پر عمل کرنے یا عقائد یا اقدار کا ایک مجموعہ اپنانے کے لئے تیار نہیں
- اس غیر محدود انکوائری کے غیر متزلزل جذبے کے ذریعے ، اپنے آپ کو اور دنیا کو دیکھنے کے نئے انداز اور نئے طریقوں کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔
- دیئے گئے انتخاب کے اختیار کی بنا پر اقدار کی پیمائش کرتے ہیں کہ یہ انسانی زندگی کو کس طرح متاثر کرتا ہے ، اور اس تجزیہ میں فرد ، اپنے کنبے ، اپنے معاشرے اور زمین کے عوام کو بھی شامل کرتے ہیں۔
- وہ مطلق العنان اخلاقی نظام کی مخالفت کرتے ہیں جیسے جو لوگ مثالی اخلاقی اقدار کو سختی سے استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں گویا کہ یہ اصول خود ہی مثالی ہیں۔

نقد(طریقہ واردات /وسائل وہتھیار)::

مغرب کا ماضی قبل مسیح سے لیکر ریناسنس اور نام نہاد روشن خیالی کے ادوار تک شدید قسم کی جنگوں سے بھرا پڑا ہے۔ آج انسان دوستی کی باتیں کرکے یہ ایسے محرکات پیدا کررہے ہیں کہ دنیا کی عوام مغربی بیانیہ کو کلی طورپر تسلیم کرلیں اور یہ صرف نظریاتی تسلیم ہی نہ ہو بلکہ سیاسی، علمی اور معاشی تسلیم بھی ہو۔ ریناسنس کے بعد بھی خصوصا یورپ جن جنگوں میں الجھا رہا وہ دنیا کی آنکھیں کھولنے کیلیے کافی ہے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے اربوں مقتول اس بات کا ثبوت ہیں کہ مغرب اپنے ماضی اور جدید دور میں اپنے باطن پر پردہ ڈال کر مغالطہ میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور اپنے سامراجی مقاصد کے حصول کیلیئے آج بھی مغرب کی منافقانہ پالیسی میڈیا اور ان کے مقامی کارندوں کے ذریعے جاری و ساری ہے۔ انسان دوستی کا ڈھنڈورا بجانے والے آج پاکستان ، عراق، شام، یمن، چیچنیا، چین، افغانستان، فلسطین، کشمیر، سعودی عرب، لبنان اور دیگر علاقوں پر سامراجی دہشت گردی پر کچھ نہیں بول رہے۔ اس دورویہ منافقانہ طرز عمل سے یہ بات واضح ہے کہ انسان دوستی ، آزادی، اختیار کے نعرے صرف نعروں تک محدود ہیں اور ان پرکشش نعروں کے ذریعے صرف سادہ عوام کو بے وقوف بنانا اور ذہنی غلامی میں مبتلا کرنا ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

انسان دوستی کے نعرے کے بنیاد بھی وہی نام نہاد روشن خیالی تحریک جو 17ویں18 ویں صدی میں یورپ میں پیدا ہوئی، سیکیولر اور لبرل ازم کی یہ شاخ" انسان دوستی "کا مغربی نعرہ ہے تو جعلی البتہ دین مبین اسلام نے نہ صرف انسان دوستی بلکہ تمام خلقت دوستی پر زور دیا ہے اور صحیفہ سجادیہ میں امام سجادؑ نے کافی حد تک خلقت کے حقوق کے حوالے سے مسلمانوں کی ذمہ داریاں تعین فرمائی ہیں۔ اسلام نے خواتین ، بچوں، بزرگوں کو خصوصا اور باقی تمام معاشرے کے افراد کیلئے حتیٰ جانوروں، پرندوں، سواریوں، پودوں اور درختوں، سمندروں اور فضا تک کے حقوق سے آشنا فرمایا ہے۔

Secularism

تعریف:

مذہبی اداروں سے ریاست کو الگ کرنے کا اصول۔

بانی:

پہلے سے ہی موجودہ لفظ" سیکولرازم "کو جدید معنوں میں استعمال کرنے والا پہلا ، 1851 میں ، برطانوی ماہر علمی مصنف جارج ہولوویک تھا۔

تاریخ:

ریاستی مذہبی آزادی کے نظریہ پر ایک بڑا اثر جان لوک کی تحریروں سے ہوا ہے ، جنھوں نے اپنے A لیٹر سے متعلق ٹولریشن کے ذریعے ، مذہبی رواداری کے حق میں دلیل پیش کی تھی۔ انہوں نے استدلال کیا کہ حکومت کو تمام شہریوں اور تمام مذاہب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہئے ، اور یہ کہ اس سے اقدامات محدود ہوسکتے ہیں ، لیکن ان کے پیچھے مذہبی ارادے نہیں ہونے چاہییں۔ 19ویں صدی کے پہلے نصف میں سکھ سلطنت کے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کامیابی کے ساتھ پنجاب میں سیکولر حکمرانی قائم کی۔ اس سیکولر حکمرانی میں تمام نسلوں اور مذاہب کے ممبروں کا احترام کیا گیا تھا اور اس کی وجہ سے رنجیت سنگھ کے دربار میں بلا تفریق حصہ لینے کی اجازت دی گئی تھی اور اس کے پاس دربار کی سربراہی کرنے والے سکھ ، مسلمان اور ہندو نمائندے

تھے۔ رنجیت سنگھ نے مختلف مذاہب اور زبانوں کی تعلیم ، مذہب ، اور فنون کو بڑے پیمانے پر مالی اعانت فراہم کی۔ سیکولرازم اکثر یوروپ میں روشن خیالی کے زمانے سے وابستہ ہوتا ہے اور مغربی معاشرے میں اس کا ایک اہم کردار ہے۔ فرانس میں چرچ اور ریاست کی علیحدگی اور فرانس میں لاسیٹی کے اصول ، لیکن یہ ضروری نہیں ہیں کہ سیکولرازم پر زیادہ توجہ دی جائے۔ قرون وسطی کے زمانے میں عالم اسلام میں سیکولر ریاستیں بھی موجود تھیں ۔

بنیادی اصول:

جیریمی روڈل سیکولرازم کے تین بنیادی اصولوں کی نشاندہی کرتی ہے :اداروں کی جدائی ، عقیدے کی آزادی اور مذہب کی بنیاد پر کوئی امتیازی سلوک کی نفی۔ سیکولرازم کو دو قسموں میں درجہ بندی کیا جاسکتا ہے ،" سخت "اور "نرم"۔" سخت "سیکولرازم مذہبی تجاویز کو علمی طور پر ناجائز سمجھتا ہے اور ان کی زیادہ سے زیادہ تردید کرنے کی کوشش کرتا ہے۔" نرم "قسم مختلف رواداری اور لبرل ازم پر زور دیتی ہے۔ چرچ اور ریاست کی علیحدگی کے اعتقاد کے مطابق ، سیکولرسٹ اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ سیاست دان مذہبی بنیادوں کی بجائے سیکولر بنیادوں پر فیصلے کریں۔ اس سلسلے میں ، اسقاط حمل ، مانع حمل ،embryonic stem cell research ، ہم جنس شادی اور جنسی

تعلیم جیسے موضوعات سے متعلق پالیسیوں کے فیصلوں پر خاص طور پر امریکی سیکولراسٹ تنظیموں جیسے سینٹر فار انکوائری کی طرف سے توجہ دی جارہی ہے۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل و ہتھیار)::

جیسے کہ سیکیولرازم کے اصولوں میں آخر میں بیان کیے گئے اصول جو کہ امریکی سینٹر فار انکوائری کے زیر نظر ہیں، واضح ہے کہ اس کی تعریف (definition)میں مغالطہ اور مغالطہ آمیر انطباق (Application)ہے۔ سیکیولر ازم بھی اسی نام نہاد روشن خیالی کے دور کی دین ہے جس میں دین کو چھوڑ دیا گیا اور عقل و تحقیق و تجربہ کو اہمیت دی گئی۔ اسقاط حمل اور اس سے مربوط تحقیقات، ہم جنس شادی یا جنسی تعلیمات صرف کارپوریٹ سیکٹر کے مقاصد ہیں۔ جنسیت سے متعلق ابلاغ کے ذریعے ملحد شیطان پرست سرمایہ دار صرف پیسے کے حصول سے دلچسپی رکھتا ہے اسے معاشرے اور انسانی اقدار و تہذیب سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ بطور انسان ہر شخص اپنے ضمیر میں رشتوں اور جنسوں کی حرمت رکھتا ہے مگر مغربی سیکیولرازم کے ذریعے ان احرام اور فضیلتوں کو صرف پیسے کی ہوس نے بے اہمیت بنا دیا ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

سیکیولر ازم کو اگر بطور مجرد علمی ذہن کے باور کریں جو کہ تعلیمی ادوار میں تحقیق و جستجوئے حق و حقیقت میں منہمک ہوتا ہے اچھا خیال کیا جاتا ہے کہ

انسان بغیر کسی تقدس اور تعصب کے مجرد ذہن کے ساتھ علمی مواد پر غور و تحقیق کرے اور اپنے نفس و عقل کے تجربات کی روشنی میں حق و باطل کو دریافت کرسکے۔ پھر چاہے تو باطل پرست بنے یا حق پرست بنے یہ طالب علم کی صوابدید پر ہے۔ یعنی سیاسی زندگی یا تو حق پرست ہو یا باطل پرست۔ علمی ادوار میں طالب علم مجرد ذہن کے ساتھ رہے مگر جب علم و تحقیق کی روشنی میں عملی میدان میں قدم رکھے تو ضروری ہے کہ وہ کسی ایک گروہ کا حامی یا حامل بنے۔ کیونکہ عمل مجرد نہیں ہوسکتا کسی ایک کی حمایت میں رہنا ضروری ہے۔

Globalization

تعریف:

Globalization, or **globalisation**، لوگوں ، کمپنیوں اور دنیا بھر میں حکومتوں کے مابین تعامل اور انضمام کا عمل ہے۔

بانی:

تاریخ:

نقل و حمل اور مواصلات کی ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے 18 ویں صدی سے عالمگیریت میں تیزی آئی ہے۔ عالمی تعاملات میں اس اضافے نے بین الاقوامی تجارت میں اضافے اور نظریات ، عقائد اور ثقافت کے تبادلے کا سبب بنی ہے۔ عالمگیریت بنیادی طور پر باہمی روابط اور انضمام کا ایک معاشی عمل ہے جو معاشرتی اور ثقافتی پہلوؤں سے وابستہ ہے۔ تاہم ، تنازعات اور سفارتکاری عالمگیریت ، اور جدید عالمگیریت کی تاریخ کے بڑے حصے ہیں۔ اگرچہ بہت سارے دانشور عالمگیریت کی ابتدا جدید دور میں رکھتے ہیں ، لیکن دوسرے لوگ اس کی تاریخ کا پتہ لگاتے ہیں کہ یورپی" دورِ دریافت "(Age of discovery)اور نئی دنیا کے سفر کے وقت ، اور کچھ تو تیسری صدی قبل مسیح تک بھی جاتے ہیں۔ عالمگیریت کی اصطلاح پہلی بار 20 ویں صدی کے اوائل میں شائع ہوئی(پہلے فرانسیسی اصطلاح کو مانڈلائزیشن کی توجیہ دیتے ہوئے) ،

اس نے اپنے موجودہ معنی کو 20 ویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں تیار کیا ، اور 1990 کی دہائی میں مقبول عام استعمال میں آیا۔ بڑے پیمانے پر عالمگیریت 1820 میں شروع ہوئی ، اور 19 ویں صدی کے آخر میں اور 20 ویں صدی کے اوائل میں دنیا کی معیشتوں اور ثقافتوں کے رابطے میں تیزی سے توسیع ہوئی۔

بنیادی اصول:

علمی لٹریچر عام طور پر عالمگیریت کو تین بڑے علاقوں میں تقسیم کرتا ہے : معاشی عالمگیریت ، ثقافتی عالمگیریت اور سیاسی عالمگیریت۔

☆ اقتصادی عالمگیریت ، مال ، خدمات ، ٹکنالوجی اور سرمائے کی سرحد پار سے نقل و حرکت میں تیزی سے اضافے کے ذریعے پوری دنیا میں قومی معیشتوں کا بڑھتا ہوا معاشی باہمی انحصار ہے۔

☆ ثقافتی عالمگیریت سے مراد دنیا بھر میں نظریات ، معانی اور اقدار کو اس طرح منتقل کرنا ہے کہ معاشرتی تعلقات کو وسعت اور تیز تر کیا جاسکے۔

☆ سیاسی عالمگیریت سے دنیا بھر میں سیاسی نظام کی نمو ہوتی ہے جس میں اس کا محل وقوع اور پیچیدہ مسائل دونوں شامل ہیں۔ اس نظام میں قومی حکومتیں ، ان کی سرکاری اور بین سرکار تنظیمیں نیز عالمی سول سوسائٹی کے حکومت آزاد

عناصر جیسے بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیموں اور سماجی فلاح کی تنظیمیں شامل ہیں۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار):

گلوبلائزیشن ایک کلی مفہوم ہے جو مغربی سیکیولر اور لبرل بظاہر پرکشش اقدار و نعروں کا انطباقی عمل ہے۔ مغربی سیکیولر اور لبرل اقدار پر ہم اوپر بحث کرچکے ہیں۔ گلوبلائزیشن کا مفہوم بھی اسی پر کشش انداز میں یعنی میڈیا، اساتذہ، مذہبی علماء، دانشور، سیاستدان، تاجروں اور صنعتکاروں وغیرہ کو رشوتوں کے ذریعے یا خود ان کی اپنی فہم کے ذریعے آلہ کار بنا کر صہیونی مفادات کے تحفظ کیلئے ابلاغ کیا جاتا ہے اور صہیونی مفادات کے لئے اہم شعبوں کے افراد کو استعمال کیا جاتا ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اسلام گلوبلائزیشن کے کو تقویٰ ، پرہیز گاری، عدل، دیانت، صداقت، صلہ رحمی، معرفت پر محمول کرتا ہے۔ اسلام ایسی گلوبلائزشن جس میں جبر، دھونس، دھوکہ ، فریب، دہشت گردی، فحاشی، درہم و دینار کی لالچ شامل ہو رد کرتا ہے۔ اسلام فطری احساسات و جذبات کو قاعدے اور فطری اصولوں کے مطابق ڈھالنے کیلئے دینی گلوبلائزیشن کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔گھر، گاڑی، بنگلہ، سیاست، صنعتکاری، بیوپاری، تعلیم، ثقافت سب کیلئے اسلامی اصولوں کے

ساتھ ان کو عالمی بنانے پر مقتدر متقین اور پرہیزگاروں کو ذمہ دار قرار دیتاہے۔

Multicultural

تعریف:

کثیر الثقافتی کی اصطلاح سماجیات ، سیاسی فلسفہ ، اور بامحاورہ زبان کے استعمال کے سیاق و سباق کے تناظر میں متعدد معنی رکھتی ہے۔

سوشیالوجی اور روزمرہ کے استعمال میں ، یہ" نسلی کثرتیت "کا مترادف ہے ، دو اصطلاحات اکثر ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال ہوتے ہیں ، مثال کے طور پر ، ایک ثقافتی کثرتیت جس میں مختلف نسلی گروہ آپس میں باہم تعاون کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں۔ اپنی مخصوص شناخت کی قربانی دیئے بغیر۔ اس کی وضاحت ایسے مخلوط نسلی برادری کے علاقے سے ہوتی ہے جہاں متعدد ثقافتی روایات موجود ہوں یا ایک ایسا ملک جس میں انسان مختلف ثقافتوں، بولیوں اور طور طریقوں کے ساتھ رہتا ہو۔

بانی:

متعدد افریقی امریکی اسکالرز کی سربراہی میں ، خاص طور پر جیمز بینک ، جنیوا گی ، اور کارل گرانٹ(James Bank, Geneva, and Carl Grant) ، کثیر الثقافتی تحریک 1970 کی دہائی کے دوران تعلیم کی ایک طاقت بن گئی۔

تاریخ:

فلسفہ کے طور پر ، کثیر الثقافت کا آغاز 19 ویں صدی کے اختتام پر یوروپ اور ریاستہائے متحدہ میں عملی تحریک کے ایک حصے کے طور پر ہوا ، پھر 20 ویں کے آخر میں سیاسی اور ثقافتی کثرتیت کے طور پر

بنیادی اصول:

کثیر الثقافتی تعلیم سے مراد تعلیم یا تعلیم کی کسی بھی قسم کی ہے جس میں مختلف ثقافتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کی تاریخ ، نصوص ، اقدار ، عقائد اور نظریہ شامل ہیں۔ کلاس روم کی سطح پر ، مثال کے طور پر ، اساتذہ کسی خاص کلاس میں طلباء کے ثقافتی تنوع کو ظاہر کرنے کے اسباق میں ترمیم یا انضمام کرسکتے ہیں۔ بہت سے معاملات میں ،" ثقافت "کی وضاحت وسیع تر ممکنہ معنی میں کی گئی ہے ، جس میں نسل ، قوم ، قومیت ، زبان ، مذہب ، طبقے ، جنس ، جنسی رجحان ، اور" استثنیٰ "شامل ہے - ایک اصطلاح جو خصوصی ضروریات یا معذور طلباء پر لاگو ہوتا ہے۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار)::

کثیر لثقافتی بھی لبرل اور سیکیولر بنیاد پر اخذ کردہ مفہوم ہے لہذا اس کے مشتقات پر نقد وہی ہے جو لبرل ازم اور سیکیولر ازم پر کیا گیا۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

کثیر الثقافتی کی مغربی تعریف کے بجائے علمی اور مجرد تعریف کے تناظر میں یہ ایک بہت اچھا نعرہ ہے، جس میں ایسے معاشرے کے تشکیل کی کوشش کی جاتی ہے کہ جہاں مختلف اقوام و مذاہب، رنگ و نسل، نظریہ و افکار کے افراد مل جل کر ایک مقصد کیلئے جڑ جائیں۔ مغربی مفہوم میں اس عمل کا مقصد و ہدف دنیا وی لذات کا حصول اور بزنس اور ان اخلاقیات کی ترویج ہے جو اسلام میں ممنوع ہیں۔ البتہ جیسا کہ کہا گیا کہ مجرد معنوں میں نیک اور پارسا، مثبت ، تعمیری اور تخلیقی الہیات کے زیر اثر کثیر الثقافتی پروگرام نیک اور احسن مفہوم رکھتا ہے۔

Free Market Economy

تعریف:

آزاد بازار ایک معاشی نظام ہے جو رسد اور طلب پر مبنی ہے جس پر حکومت کا بہت کم یا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔

بانی:

تاریخ :

جب سے انسانوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تجارت شروع کی ہے بازار کی معیشت مختلف شکلوں میں موجود ہے۔

بنیادی اصول:

اصطلاح" فری مارکیٹ " کبھی کبھی لیزز فیئر(laissez faire) سرمایہ دارانہ نظام کے مترادف (Synonym)کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔سب سے آزاد بازاریں ان ممالک کے ساتھ میل جول کرتی ہیں جو نجی املاک ، سرمایہ داری اور انفرادی حقوق کی قدر کرتے ہیں۔ آزاد بازاروں میں ایسے نظام میں نشوونما اور ترقی کا امکان زیادہ ہوتا ہے جہاں املاک کے حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہو اور سرمایہ داروں کو منافع حاصل کرنے کی ترغیب حاصل ہو۔ مفت منڈیوں میں ،

ایک مالیاتی منڈی ان لوگوں کے لئے مالی اعانت کی ضروریات کو آسان کرنے کے لئے تیار ہوسکتی ہے جو خود کی مالی اعانت نہیں کرسکتے ۔ مثال کے طور پر ، کچھ افراد یا کاروبار اپنی موجودہ تمام دولت کا مستقل استعمال نہ کرکے بچت حاصل کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ دوسرے افراد کاروباری سرگرمیوں جیسے کاروبار کو شروع کرنے یا وسعت دینے کے لئےبچت کو متعین کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ مالیاتی سیکیورٹیز جیسے اسٹاک اور بانڈز کی تجارت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل وہتھیار)::

فری مارکیٹ اصطلاح بھی سیکیولر اور لبرل نظریہ کے زیر اثر ایک معاشی نظام ہے۔ اس نظام میں صرف سرمایہ دار یا پیسے والا مزید امیر اور غریب مزید غریب ہوجاتا۔ حکومتی مداخت نہ ہونے کے باعث سرمایہ دار من مانی کرتا ہے اور معاشرے کے مختلف معاشی بنیادوں پر بنے طبقات میں سے نچلے طبقات محرومیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس نظام میں ہر شخص معاشی فوائد اٹھا سکتا ہے جس کے پاس سرمایہ ہو۔ اس نظام کے ہتھیار کمزور افراد کو زیادہ منافع کمانے کی ترغیب دلا کر پیداوار میں حصہ لینے کے بجائے بینک اور اسٹاک کے بانڈز اور سیکیوریٹیز کے کام پھنسا دیا جاتا ہے جس سے صرف صنعتکار یا بینکار منافع میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے اور اکثر و بیشتر کمزور سرمایہ کار کا پیسہ

ڈوب جاتا۔ فری مارکیٹ کا نعرہ صرف ایک پر کشش نعرہ ہے جب کہ آمدنی کے لحاظ سے ذہنی اور جسمانی مشقت کا ناموزوں اور عدم توازن ہے۔بظاہر طلب و رسد کی بنیاد پر مارکیٹ کنٹرول کا صرف دعویٰ کی جاتا ہے لیکن حقیقت اسکے برعکس ہے۔ میڈیا اور دیگر اشتہاری مہموں کے ذریعے جعلی احتیاجات پیدا کی جاتی ہیں اور صارف کی نفسیات سے زیادہ منافع کمانے کیلئے کھیلا جاتا ہے۔اسی طرح مارکیٹ میں فطری مقابلے کو فروغ دینے کے بجائے کمزور تاجر یا صنعتکار کے ساتھ دھوکہ فریب یا ڈرایا دھمکایا جاتا ہے، تجارتی قوانین کے ذریعے بلیک میل کیا جاتا ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اسلامی فری مارکیٹ کے مفہوم میں حکومت مارکیٹ پر مکمل کنٹرول رکھتی ہے اور کسی بھی ایک طبقے کی اجارہ داری قائم نہیں ہونے دیتی۔ سرمایہ دار پر جو اسلامی ٹیکس عائد کیے جاتے ہیں اس کے ذریعے کمزوروں اور محروموں کو ان کے پیروں پر کھڑا کرنے کیلئے تمام مشتقات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بینکنگ اور اسٹاک ایکسچیج فطری اتار چڑھاؤ پر رہتے ہیں اور اسلامی حکومت بھی اس کے فطری اتار چڑھاؤ میں مصنوعی طریق استعمال کرنے کی مجاز نہیں ہوتی۔اسلامی معاشرے میں کاروباری افراد عقیدہ توحید اور آخرت کے تجسم

اعمال اور اپنے ایمان کی قوت و اسلامی معرفت کے زیر اثر صداقت، دیانت اور امانت داری سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

Freedom of Speech

تعریف:

سینسرشپ ، تحمل اور قانونی سزا کے بغیر کسی کی رائے کے اظہار کی طاقت یا حق۔

بانی:

قدیم یونانیوں نے جمہوری اصول کے طور پر آزادانہ تقریر کا آغاز کیا۔ قدیم یونانی لفظ" پیرشیسیا "کے معنی ہیں" آزادانہ تقریر "، یا" دل کھول کر بولنے کے لئے۔ "یہ اصطلاح پہلی بار یونانی ادب میں پانچویں صدی کے آخر میں شائع ہوئی۔ کلاسیکی دور کے دوران ، پارشیشیا ایتھنز کی جمہوریت کا ایک بنیادی حصہ بن گیا۔ رہنما ، فلسفی ، پلے رائٹ روزانہ اور ایتھن کے لوگ سیاست اور مذہب پر کھل کر گفتگو کرنے اور کچھ ترتیبات میں حکومت پر تنقید کرنے کے لئے آزاد تھے۔

تاریخ:

ریاستہائے متحدہ میں ، پہلی ترمیم آزادی اظہار رائے کی حفاظت میں 15 دسمبر 1791کو حقوق کے بل میں جز کے طور پر منظور کی گئی تھی۔

بنیادی اصول:

آزادی اظہار میں یہ حق شامل ہے:

- نہ بولنا (خاص طور پر ، جھنڈے کو سلام نہ کرنے کا حق)
- جنگ کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے طلباء کو کالے رنگ کے بازو بند پہننا ("طلباء اسکول کے دروازے پر اپنے آئینی حقوق ادا نہیں کرسکتے ہیں۔")
- سیاسی پیغامات پہنچانے کے لئے کچھ جارحانہ الفاظ اور جملے استعمال کرنا۔
- سیاسی مہموں میں (کچھ مخصوص حالات میں) رقم کی شراکت کے لئے چندہ جمع کرنا۔
- تجارتی مصنوعات اور پیشہ ورانہ خدمات(کچھ پابندیوں کے ساتھ)کی تشہیر کرنا۔
- علامتی تقریر میں مشغول ہونا ، (جیسے ، احتجاج میں جھنڈا جلانا)

آزادی اظہار میں یہ حق شامل نہیں ہے:

- ایسی حرکتوں کو بھڑکانا جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے(جیسے ،" چیخنا چلانا ایک پر ہجوم تھیٹر میں "آگ لگانا")۔
- فحش مواد تیار یا تقسیم کرنا۔
- جنگ کے خلاف احتجاج کے طور پر ڈرافٹ کارڈ جلا دینا۔
- اسکول انتظامیہ پر طلبا کو اسکول کے اخبار میں اختلافی مضامین چھاپنے کی اجازت دینا۔
- اسکول کے زیر اہتمام پروگرام میں طلباء کو فحش تقریر کرنے کا حق ہونا۔
- اسکول کے زیر اہتمام پروگرام میں منشیات کے غیر قانونی استعمال کی حمایت کرنا۔

نقد(طریقہ واردات/وسائل و ہتھیار):

علمی مذاکرہ میں آزادئ رائے ایک منطقی اور قابل فہم بات ہے مگر ایک ایسے مورد میں جس میں کسی شخص کی مہارت نہ ہو پھر بھی اسے بولنے کی آزادی دینا ایک عبث کام ہے۔ سماجیات، سیاسیات یا دیگر عوامی مسائل پر بھڑکانے کو ، حکومت کے خلاف اکسانے کو اس صورت میں جب حکومت مجبور ہو یا

استطاعت نہ رکھتی ہو اور مسائل کے حل کے دعوے بھی نہ کر رہی ہو، عقلاً و اخلاقاً جرم ہے۔ مگر مغربی آزادیٔ رائے ہر ایرے غیرے نتھو خیر ے کو بولنے کا حق دے کر معاشرے میں صرف فساد کا باعث بنتا ہے۔ البتہ خود مغربی حکومتیں آزادی رائے میں شامل اور غیر شامل شدہ نکات کے ابہام کو استعمال کرتے ہیں اور اپنے سامراجی عزائم کو چھپاتے ہیں۔ بولنے اور اظہار پر پابندی لگاتے ہیں اس صورت میں آزادی اظہار کے نعرے اور قوانین صرف علامتی بن کر رہ جاتے ہیں۔ دنیا کے ٹھیکیدار بن کر دنیا بھر میں دست درازیاں کرنا جبر دھونس غرور و تکبر کے باعث کسی آزادیٔ اظہار حتیٰ سامراجی مظالم کے خلاف بولنے پر بھی پابندیوں کے روح رواں ہیں۔مذاہب کو آزادیٔ اظہار کا مخالف پیش کرکے اور خود کو حامی بنا کر خود بھی آزادیٔ ااظہار پر ان موارد میں پابندی لگاتے ہیں جو ان کے خلاف ہو ورنہ آزادیٔ اظہار عملا صرف وہاں ہوتا ہے جہاں سامراجی مقاصد پورے ہورہے ہوں۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

آزادی کے متعدد اور مختلف معنی ہیں اور مختلف اور گوناگوں معانی کے پیش نظر اس کے حدود بھی مختلف ہیں:

ا۔ وجودی آزادی کے معنی میں ، آزادی(جو وجود مطلق اور خداوند متعال سے متعلق اور اس کی ذات میں منحصر ہے)کی کوئی محدودیت نہیں ہے۔

۲۔ آزادی ، اختیار کے معنی میں (جو ایک فلسفیانہ اور کلامی بحث ہے) یعنی انسان ارادی افعال کو انجام دینے میں صاحب اختیار ہے ، اگر چہ ممکن ہے کہ قانونی اور شرعی لحاظ سے محدودیت اور ممنوعیت رکھتا ہو۔

۳۔ قانونی آزادی ،(رہائش ، لباس ،پیشہ، اور بیوی کے انتخاب میں آزادی اور بیان و عقیدہ کی آزادی وغیرہ) اسلام اور تشیع کی نظر میں اس آزادی کے حدود سے مراد انسان کےمادی ، معنوی دنیوی اور اخروی مصلحتوں سے عدم مزاحمت ہے۔

اجتماعی آزادی کے باب میں حکومت یا قانون انفرادی آزادی کو محدود کرسکتے ہیں۔شہری آزادی ، یا سماجی آزادی ، جو سیاسی مباحث سے متعلق ہیں اسلام کے سیاسی طرز تفکر کے مطابق نہ بے حد و حساب آزادی کی تائید کی جاتی ہے ، جو فساد و تباہی کا سبب بنے اور نہ انسان سے بد ظن ہوکر اسے ہر غیر عادلانہ حکومت کو قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جو اس کی پوری وقعت و عظمت کو برباد کرکے رکھ دے اور اسے ایک فعال ، مختار ، اور ذمہ دار ہستی کے بجائے ایک ذلیل و پست ارادہ کا آلہ کار بناکے رکھ دے۔

Feminism

تعریف:

حقوق نسواں ، جنسوں کی معاشرتی ، معاشی ، اور سیاسی مساوات پر یقین۔ اگرچہ بڑے پیمانے پر مغرب میں ابتدا کی گئی ہے ، نسوانیت کی تحریک دنیا بھر میں ظاہر ہوتی ہے اور اس کی نمائندگی مختلف اداروں کے ذریعہ کرتی ہے جو خواتین کے حقوق اور مفادات کے لئے سرگرمی کے پابند ہیں۔

بانی:

اٹلس کے ایک سوشلسٹ اور فرانسیسی فلسفی چارلس فوئیر کو 1837 میں لفظ "فیمین ازم "کی اصطلاح پیش کرنے کا سہرا ملا ہے۔ 1872 ، 1890 میں برطانیہ اور 1910 میں ریاستہائے متحدہ میں ظاہر ہوا۔

تاریخ:

مغربی تاریخ کی بیشتر ادوار میں ، خواتین گھریلو دائرہ تک ہی محدود تھیں ، جبکہ عوامی زندگی مردوں کے لئے مخصوص تھی۔ قرون وسطی کے یورپ میں ، خواتین کو جائیداد رکھنے ، تعلیم حاصل کرنے یا عوامی زندگی میں حصہ لینے کے حق سے انکار کیا گیا تھا۔ فرانس میں انیسویں صدی کے آخر میں ، وہ اب بھی عوام کے سامنے سر ڈھانپنے پر مجبور تھے اور جرمنی کے کچھ حصوں میں ابھی بھی ایک شوہر کو اپنی بیوی کو فروخت کرنے کا حق حاصل ہے۔ یہاں تک کہ

20ویں صدی کے اوائل تک ، خواتین یورپ اور ریاستہائے متحدہ کے بیشتر حصوں میں نہ تو ووٹ دے سکتی ہیں اور نہ ہی انتخابی عہدہ سنبھال سکتی ہیں۔ خواتین کو مرد نمائندے کے بغیر کاروبار کرنے سے روکا گیا ، چاہے وہ باپ ، بھائی ، شوہر ، قانونی ایجنٹ ، یا بیٹا بھی ہو۔ شادی شدہ خواتین اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر اپنے ہی بچوں پر قابو نہیں پاسکتی ہیں۔ مزید برآں ، خواتین کو تعلیم تک بہت کم رسائی حاصل تھی اور انہیں زیادہ تر پیشوں سے روک دیا گیا تھا۔ خواتین کا دفاع سولہویں صدی کے آخر میں ایک ادبی دوسرے درجہ کی مخلوق کا استعارہ بن گیا تھا۔ جمود کے حمایتی، خواتین کو سطحی اور فطری طور پر غیر اخلاقی قرار دیتے ہیں ، جبکہ ابھرتی ہوئی عورتوں نے جرات اور کمال کرنے والی خواتین کی لمبی فہرستیں تیار کیں اور اعلان کیا کہ اگر خواتین کو تعلیم تک مساوی رسائی دی جائے تو خواتین مردوں کے دانشورانہ مساوی ہوں گی۔

بنیادی اصول:

فیمنسٹ میجریٹی فاؤنڈیشن(ایف ایم ایف) کا نام ایک شعور بنانے والے ادارے کے طور پر مشہور ہے ، جس نے ریاستہائے متحدہ میں خواتین کی اکثریت(56٪) کو خود نسائی کے طور پر شناخت کیا تھا۔

- ایف ایم ایف تمام صنفوں کے لئے مساوات کی حمایت کرتا ہے اور مقامی طور پر ، ریاست بھر ، قومی اور عالمی سطح پر خواتین اور لڑکیوں کے لئے مکمل مساوات حاصل کرنے کے لئے آئینی اور قانونی اقدامات کی حمایت کرتا ہے۔

- ایف ایم ایف ، محفوظ ، قانونی اور قابل رسائی اسقاط حمل ، مانع حمل ، اور تولیدی اور جنسی صحت کی دیکھ بھال کی حمایت کرتا ہے ، جس میں میڈ یکیڈ فنڈ اور نابالغوں ، غریب خواتین اور لڑکیوں تک رسائی ، اور امیگریشن کی حیثیت سے قطع نظر افراد شامل ہیں۔

- ایف ایم ایف مختلف رنگوں کی خواتین اور خواتین کے لئے مثبت ایکشن پروگراموں کے ذریعے تمام لوگوں کے شہری حقوق کے حصول کے لئے وقف ہے ، مناسب مکانات کی فراہمی ، اسکول کو جیل پائپ لائن تک ختم کرنے ، ووٹنگ کے مکمل حقوق کے قیام ، اور عنوان IX ، عنوان VII اورADA سمیت شہری حقوق کے قوانین کو نافذ کرنے کے لئے وقف ہے۔

- ایف ایم ایف فوجداری نظام کے اندر صنف اور نسلی عدم مساوات کو ختم کرنے کی حمایت کرتا ہے۔

- ایف ایم ایف ہم جنس پرست ، ہم جنس پرست ، ابیلنگی ، ٹرانسجینڈر ، انٹرسیکس ، لائر اور صنفی غیر قانونی لوگوں کے مساوی حقوق کے حصول کی حمایت کرتا ہے۔

- ایف ایم ایف عدم تشدد کو فروغ دیتا ہے اور خواتین کے خلاف ہر طرح کے تشدد کو ختم کرنے کے لئے کام کرتا ہے۔

- ایف ایم ایف قانونی حیثیت یا وطن سے قطع نظر تارکین وطن اور پناہ گزینوں کے حقوق کی حمایت کرتا ہے۔

- ایف ایم ایف ماحولیاتی تبدیلیوں کا مقابلہ کرنے ، ماحولیات کے تحفظ ، صاف ہوا اور پانی کو محفوظ بنانے اور سموگ ، مضر فضلہ اور کیمیائی اور جوہری ہتھیاروں کے خاتمے کے پروگراموں کی حمایت کرتا ہے۔

- ایف ایم ایف معذور افراد کو درپیش مسائل کے حل اور سماجی اور ادارہ جاتی رکاوٹوں کو ختم کرنے کی حمایت کرتا ہے۔

- ایف ایم ایف اجتماعی سودے بازی ، تنخواہ کی ادائیگی ، سب کے لئے صحت کی دیکھ بھال ، مفت سرکاری کالج کے قیام اور محنت کشی کے خاتمے کی حمایت کرتا ہے۔

- ایف ایم ایف نوجوانوں ، خواتین ، اور رنگین لوگوں کے لئے ووٹ ڈالنے اور ووٹروں کی شرکت تک بڑھتی ہوئی رسائی کو فروغ دیتا ہے ، اور جراثیم کش بنانے اور ووٹر دبانے کے تمام طریقوں کی مخالفت کرتا ہے۔
- ایف ایم ایف جنس ، صنف ، نسل ، جنسی رجحان ، جنسی شناخت ، معاشرتی معاشی حیثیت ، مذہب ، نسل ، عمر ، ازدواجی حیثیت ، قومی اصل ، سائز یا معذوری کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی اجازت نہیں دیتا۔

نقد(طریقہ واردات / وسائل وہتھیار):

پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ فیمینسٹ گروپ اپنے ادعائی نام کے ساتھ دیگر شعبوں میں بھی دخل اندازی کررہا ہے۔ فیمنسٹ تحریک کی بنیاد خود ریناسنس اور نام نہاد روشن خیالی اور لبرل تحریک ہے ، جس کو ہم پیشتر بیان کرچکے ہیں ۔ خواتین کو گھروں سے باہر کھینچنے کی تحریک کی بنیاد در اصل خود روشن خیالی کی تحریک کے نتیجے میں پیدا ہونے والے معاشی ناہمواری، کمانے اور خرچ میں عدم توازن ہے جو کہ خود سرمایہ داری کا عظیم فساد ہے۔ نیز لبرل سرمایہ داری کے پیدا کردہ دیگر اور بہت سے فساد ہیں جس کو علمی اور تہذیبی طور پر پر کشش اور جذاب بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ خواتین کے حقوق کا استحصال خود

سرمایہ دار نے کیا اور اسکے بعد اسی کے حقوق کے نام پر اسے اس کی معنویت اور پر عظمت و کرامت صنف سے دور کرکے بازاری بنا دیا۔ جہاں تک ہم جنس پرستی کی بات ہے تو یہ صرف سرمایہ دار ، صنعتکار اور بینکار کی سامراجی عزائم سے غافل کرنے اور پست لذتوں میں مگن کرکے حقیقت سے دور کرنا اور عورت کو بازار میں کھینچ کر اس کی طرف فطری رغبت کو ناجائز طریقے سے منافع کمانے کے غرض سے استعمال کرنا ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اسلام نے خواتین اور مردوں کو مساوی قرار دیا ہے اس صورت میں کہ دونوں اصناف نیکی اور پرہیز گاری اور تقویٰ اختیار کرنے کیلئے آزاد ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ صدر اسلام میں جب معاشی و زری نا ہمواری آج جدید شکل کی طرح موجود نہیں تھی تو خواتین گھروں میں رہتی تھیں۔ مگر آج ابلیسی نظاموں کے ترقی یافتہ ہوجانے کی صورت میں قدرتی نظام اپنے محور سے ہٹ گیا ہے اور اسی بنا پر فقہائے اسلامی نے خواتین کو مردوں کے شانہ بشانہ روزگار، تعلیم، کاروبار، سیاست، پلاننگ وغیرہ میں شمولیت کا اختیار دیا ہے۔ البتہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے ساتھ خواتین بھی اسی طرح زندگی کے شعبوں میں حصہ لے سکتی ہیں جس طرح مرد شمولیت کرتا ہے۔ حدود و قیود اور نفسیاتی محرمات کا خیال رکھتے ہوئے اسلام نے خواتین کو مردوں سے پیچھے

نہیں رکھا ہے بلکہ بعض دفعہ خواتین مردوں سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ جس دن سامراجی نظاموں کی بساط لپیٹ دی گئی اس دن سے انسانی معاشرہ درجہ بدرجہ اپنے فطری مقام کی طرف لوٹنا شروع ہوجائے گا۔ انشاءاللہ

Free will

تعریف:

کسی بھی رکاوٹ کے بغیر عمل کرنے کی طاقت؛ کسی کی اپنی صوابدید پر عمل کرنے کی صلاحیت۔ یعنی آزادانہ خواہش ، انسانوں میں ، قدرتی ، معاشرتی یا الٰہی پابندیوں سے آزادانہ طور پر متبادل میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے یا کچھ مخصوص صورتحال میں عمل کرنے کی طاقت یا صلاحیت کو کہتے ہیں۔

بانی :

ارسطو(چوتھی صدی قبل مسیح)اور ایپٹیٹیٹس(Epictetus) پہلی صدی عیسوی

تاریخ:

اصطلاح" آزاد مرضی"(آزادانہ ثالثی)عیسائی فلسفہ (چوتھی صدی عیسوی)نے متعارف کرایا تھا۔ روایتی طور پر اس کا مطلب ہے(جب تک کہ روشن خیالی کی مکمل تعریف نہیں ہوئی تھی)انسانی ارادے آزاد نہیں تھے ۔

بنیادی اصول:

نقد(طریقہ واردات / وسائل وہتھیار):

آزاد ارادے کے تصور کے پیچھے بھی لبرل سیکیولر ذہن موجود ہے، اس تصور کے ابلاغ کے ذریعے انسان کو پچھلے افراد خدا کے بنائے ہوئے قوانین آزادیٔ

ارادے کا تصور دیا گیا ہے۔ اس تصور کے ابلاغ کے ذریعے سامراجی ذہن انسان کو تہذیب و اقدار سے دور کرکے اپنے معاشی اور سیاسی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانا چاہتا ہے۔ آزاد ارادے کا قانون بشریت میں ادغام موجود ہے۔ البتہ یہ ہر دانش ور جانتا ہے کہ آزاد ارادے کا معنی مکمل طور پر وقوع پذیر نہیں ہوتا۔ ارادے میں سب سے زیادہ آزاد خداوند تعالیٰ کی ذات اقدس ہے پھر نیچے مراتب کے ساتھ یہ ارادہ کی آزادی کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ مغربی اور سامراجی تعلیمات میں ارادے کی آزادی کے معنی مشرقی تعریف میں ننگ و عار ہے، کیونکہ سامراج آزاد ارادے سے مطلب شہوت پرستی کی آزادی، قمار اور دیگر گمراہ آزادیوں کا خواہاں ہے۔ سامراجی میڈیا مغرب کے چکاچوند کی مثالیں دے کر نوجوانوں اور جوانوں میں آزادی کی ترویج کرتا ہے۔ فلسفی نکتہ نگاہ کے مطابق انسان ایک محدود دائرے میں آزاد ہے یعنی آزادی کے ساتھ قید بھی ہے۔ بے مہار آزادی کا نظریہ صرف گمراہی پھیلانے کیلئے مغالطہ کے طور پر پیدا کیا جاتا ہے۔

تعلیمات اسلامی کے تناظر میں:

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں بھی انسان مذہب و مکتب کے اختیار کرنے میں آزاد ہے لیکن کسی عمل کے نتائج کے حاصل کرنے میں آزاد نہیں ۔ قانون فطرت و قدرت مکافات عمل پر چلتا ہے لہذا انسان جیسا بھی عمل کرے گا

ویسا ہی پائے گا۔ اگر کامیابی کی نیت کے ساتھ عمل ویسا ہی انجام پایا جیسا کہ فطرت میں کامیابی کے قوانین موجو د ہیں تو نتیجہ کامیابی کی صورت میں ہو گا۔ اور اگر کامیابی کی نیت کے ساتھ عمل کامیابی والا نہیں انجام دیا گیا تو انسان نیتجہ کے وقت افسوس کرتا ہے۔ اسلام، فلسفہ اور سائنس تینوں اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ انسان محدود دائرے میں آزاد ہے، یہ آزادی قید کے ساتھ ہے اور بے مہار آزادی نہیں۔ یہاں کامیابی کا گُر صرف یہ ہے کہ خالق کی اطاعت انجام دے کر کامیابی حاصل کی جائے۔ بغیر خالق کی اطاعت میں انسان آزاد تو ہے مگر کامیابی نہیں ہے۔